قسط نمبر 6

میرے خواب زندہ ہیں

نادیہ فاطمہ رضوی

(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

ابرام اپنی بہن ماریہ سے تمام سچائی جاننے کے بعد دنگ رہ جاتا ہے لیکن ماریہ اپنے فیصلے سے پیچھے ہٹنے پر تیار نہیں ہوتی ایسے میں ابرام اسے اپنے طور سمجھانے کی کوشش جاری رکھتا ہے لیکن ماریہ کی مستقل مزاجی اسے انجانے خطرات سے آگاہ کردیتی ہے۔ ماریہ کی ماں جیکولین ایک سخت گیر خاتون ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ماریہ کے منہ سے ولیم کے لیے انکار سن کر وہ شاکڈ رہ جاتی ہے اور اپنے طور پر سمجھتی ہے کہ ماریہ کسی اور کو پسند کرتی ہے جبکہ ماریہ ماں کی اس بے اعتباری پر ٹوٹ جاتی ہے ابرام کی دوستی جیسکا کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے جیسکا اس کے سنگ زندگی کی بہت سی خوشیاں حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن ابرام کی محتاط طبیعت جیسکا کی خواہشات کو پورا کرنے میں ناکام رہتی ہے۔ لالہ رخ اپنی بہن زرتاشہ کے ایڈمیشن کی خاطر کراچی آتی ہے اور یہاں کے ماحول اور حالات میں ایڈجسٹ ہونے کی خاطر کچھ دن زرتاشہ کے ساتھ رہتی ہے۔ یونیورسٹی میں پہلے دن فراز کا سامنا اتفاقاً ان دونوں سے ہوجاتا ہے باقی سب سے الگ تھلگ اور کچھ گھبرائی ہوئی نظر آتی ہیں۔ باسل کی دلچسپی نیلم فرمان میں بڑھتی جاتی ہے دوسری طرف نیلم بھی رطابہ کے کہنے پر باسل کو نیچا دکھانے کی خاطر اپنے طور اطوار بدل کر ایک مشرقی لڑکی کے روپ میں اس کے سامنے آتی ہے اور رطابہ کے مشوروں پر عمل کرتے اس کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاتی ہے۔ فراز شاہ اپنے والد سمیر شاہ کے بزنس میں ان کا ہاتھ بٹاتا ہے اور یوں اپنی پریکٹیکل زندگی کی ابتدا کرتا ہے جبکہ اس کے یوں مصروف ہوجانے سے سونیا انتہائی بیزار رہتی ہے اسے فراز شاہ سے اپنے دل کی بات کرنے کا موقع ہی نہیں مل پاتا دوسری طرف فراز اس کے جذبات واحساسات سے بے خبر پوری طرح اپنے کاموں میں مصروف رہتا ہے۔ مہرینہ اور لالہ رخ کی دوستی بٹو سے ہوجاتی ہے جو احساس کمتری کا شکار ہوکر اپنوں کی محبت کو ترستا ہے لیکن اس کی ظاہری شکل وصورت کی بنا پر سب اس سے کتراتے ہیں ایسے میں مہرینہ اور لالہ رخ کی دوستی اسے سرشار کردیتی ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

❀......❀......❀......❀

اس کا موڈ بے حد آف تھا۔ بے زاری وجھنجھلاہٹ میں مبتلا وہ اس وقت بے پناہ چڑچڑی ہورہی تھی۔ بخار تو اتر چکا تھا مگر فلو نے فی الوقت اس کی جان نہیں چھوڑی تھی۔ سر میں بھی اچھا خاصا درد ہورہا تھا جب کہ ٹشو پیپر سے ناک صاف کرکے اس کی خوب صورت ناک بے تحاشا سرخ ہوگئی تھی۔

''سونیا جانو یہ گرم گرم ادرک کی چائے پی لو اس سے تمہیں بہت فائدہ ہوگا۔'' سارا بیگم چائے کی پیالی ٹرے میں تھامے بولتے ہوئے سونیا کے کمرے میں داخل ہوئیں تو اس نے انتہائی بے زاری سے ان کی جانب دیکھا پھر منہ بنا کر گویا ہوئی۔



''مجھے یہ اسٹوپڈ چائے ہرگز نہیں پینی آپ پلیز اسے یہاں سے لے جائیں اور مجھے کوئی میڈیسن دے دیں۔'' سونیا کی بات پر سارا بیگم نے اسے دیکھا جو میلے کچیلے سے حلیے میں انتہائی ڈل انداز میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بہت ڈسٹرب لگ رہی تھی۔ وہ ایسی ہی تھی۔ ذرا سی بھی تکلیف اس سے برداشت نہیں ہوتی تھی۔ بچپن میں اگر تھوڑا سا بھی پیٹ میں درد ہو جاتا تو وہ شور مچا مچا کر سارا گھر سر پر اٹھا لیتی۔ ڈاکٹروں کی الگ دوڑ لگتی تھی جب کہ سارا بیگم کے تو وہ ہاتھ پاؤں ہی پھلا دیتی تھی۔ اس رات پارٹی میں فراز شاہ کے ہمراہ لان میں ٹھٹھرتی سردی میں چہل قدمی کا نتیجہ فلو اور فیور کی صورت میں نکلا تھا۔ سونیا بیمار پڑ گئی تھی۔ ڈاکٹر اس کا چیک اپ کر کے میڈیسن دے گیا تھا مگر فلو تو اپنا وقت پورا کر کے ہی ختم ہوتا ہے اپنی طبیعت کے باعث وہ بے حد چڑ چڑی ہو رہی تھی۔ اسے اپنے ہاتھوں سے اپنی کنپٹیاں دباتے دیکھ کر سارا بیگم اس کے قریب آ کر بیٹھ گئیں اور دھیرے دھیرے اس کا سر دبانے لگیں۔

''سونیا جانو تم دیکھنا ان شاء اللہ صبح تک تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔''

''مما پلیز مجھے کوئی میڈیسن دے دیں میرے سر میں اس وقت شدید درد ہو رہا ہے اور منہ بھی بہت کڑوا ہو رہا ہے۔'' وہ بے تحاشا کوفت زدہ انداز میں بولی۔

''مگر بیٹا ابھی ایک گھنٹہ پہلے ہی تو تم نے میڈیسنز لی ہیں اب رات کے کھانے کے بعد لینی ہیں اگر تم یہ چائے پی لو گی تو فلو کم ہو جائے گا۔''

''نو وے مما مجھے نہیں پینی۔'' وہ اتنا ہی بولی تھی کہ یک دم دروازے پر ناک ہوا۔ سارا بیگم کے ''آ جاؤ'' کہنے پر فراز شاہ کا وجود دروازے سے غیر متوقع طور پر نمودار ہوا۔ سونیا خان کے ساتھ ساتھ سارا بیگم بھی خوش گوار حیرت میں گھر گئیں۔

''السلام وعلیکم۔'' وہ فریش سے انداز میں اندر داخل ہوتے ہوئے بولا۔

''او...... فراز تو اسلام آباد گئے ہوئے تھے نا۔'' سونیا تیزی سے اپنا سر سارا بیگم کی گود میں سے نکالتے ہوئے بولی۔

''یس مادام یو آر رائٹ میں اسلام آباد گیا ہوا تھا مگر میرا کام چار دن کے بجائے دو دن میں مکمل ہو گیا تو میں نے فوراً واپسی کی راہ لی۔ آخر میری فرینڈ بیمار جو پڑ گئی تھی۔ لہٰذا سیدھا تمہارے پاس آ رہا ہوں۔'' وہ فریش پھولوں کا بکے اس کی جانب بڑھاتے ہوئے شوخی سے بولا تو گویا پھولوں کی تازگی سونیا کے اندر تک اتر گئی اس نے انتہائی خوش ہو کر تھینکس، کہہ کر بکے اس کے ہاتھوں سے تھاما۔

''یہ تو تم نے بہت اچھا کیا بیٹا سونیا بہت ڈسٹرب ہو رہی تھی۔ اپنی طبیعت کی وجہ سے شکر ہے تم آ گئے۔'' جب کہ جواباً فراز نے سارا بیگم کی بات پر محض مسکرانے پر اکتفا کیا پھر کرسی کھینچ کر اس کے بستر کے قریب بیٹھتے ہوئے استفسار کیا۔

''اب کیسی طبیعت ہے تمہاری؟''

''سر میں درد ہے اور تھکن بے حد ہو رہی ہے۔'' سونیا تھکے تھکے لہجے میں بولی تو فراز نے اپنا ہاتھ بڑھا کر سونیا کی پیشانی پر رکھا۔ اس پل سونیا کو ایک عجیب سی ٹھنڈک اور سکون کا احساس ہوا۔ وہ بے اختیار آنکھیں موند گئیں۔

''ہوں بخار تو اس وقت نہیں ہے۔ اُس رات کی ٹھنڈ نے اپنا کام دکھایا ہے۔ ایم سوری سونیا مجھے خیال ہی

نہیں رہا اور تمہیں ساتھ لیے لان میں آ گیا۔'' وہ سونیا کو دیکھتے ہوئے کافی شرمندگی سے کہہ گیا تو سونیا نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اسے خاص نگاہوں سے دیکھا۔ پھر دھیرے سے مسکرا کر بولی۔

''اٹس او کے فراز ہونے والی بات تھی سو ہوگئی۔''

''اچھا اس وقت تمہیں ٹیمپریچر نہیں ہے۔ لہٰذا ایک منٹ میں فوراً بستر سے اٹھ جاؤ ہری اپ۔'' فراز اپنی نشست سے اٹھتے ہوئے تیزی سے بولا تو سونیا گھبرا کر اٹھی اس وقت وہ خود کو بہت کمزور اور لاغر محسوس کر رہی تھی۔

''فراز میں خود کو بہتر محسوس نہیں کر رہی۔ پلیز مجھے لیٹے رہنے دو۔'' فراز سونیا کی التجا آمیز درخواست کو ان سنی کرتے ہوئے ہنوز لہجے میں بولا۔

''تمہیں جب بخار نہیں ہے تو یوں بیماروں کی طرح بستر پر کیوں پڑی ہو کم آن ہری اپ فوراً اٹھو اور جلدی سے فریش ہو کر نیچے لاؤنج میں آؤ پھر دونوں ساتھ مل کر کافی پیتے ہیں۔'' سارہ بیگم دونوں کی گفتگو کو سنتے ہوئے مسکرا کر کمرے سے نکل گئیں۔ فراز کے یہاں آ جانے سے انہیں بہت اطمینان ہوا تھا۔ وہ یہ بات بخوبی جانتی تھیں کہ سونیا کی ساری بیماری فراز کے آ جانے پر اڑنچھو ہو جائے گی۔ اور ایسا ہی ہوا تھا۔ فراز کی موجودگی نے اس کی طبیعت پر بے حد اچھا اثر ڈالا تھا کچھ دیر پہلے جو بے زاری چڑچڑاہٹ اور قنوطیت اس پر سوار تھی وہ تو گویا دھوپ میں رکھی برف کی مانند پگھل کر غائب ہو گئی تھی۔ البتہ کمزوری ہنوز باقی تھی مگر فراز کے ہمت دلانے پر وہ فریش ہونے کی غرض سے بستر سے اٹھی تو فراز اسے ''جلدی آؤ'' کہہ کر خود بھی کمرے سے باہر نکل گیا۔

❁ .... ❁ .... ❁ .... ❁

وہ کچھ دیر پہلے ہی اپنے اپارٹمنٹ میں آیا تھا۔ اپنے کمرے میں آ کر گویا اس کی تھکن دوچند ہو گئی تھی۔ وہ تین راتوں سے مسلسل نان اسٹاپ جاگتا رہا تھا دن میں بھی کام کی مصروفیت کے باعث اس نے بالکل بھی آرام نہیں کیا تھا۔ اس پل اس کے جسم کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا اپنے نرم و گرم اور ملائم بستر کو دیکھ کر وہ ٹوٹی ہوئی شاخ کی مانند اس پر گرا تھا۔ اس وقت اسے اپنے جوتے اتارنے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ بے پناہ نیند اور تھکاوٹ کے باعث اس کی سحر انگیز آنکھیں بند ہوئی جا رہی تھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر نیند کی وادیوں میں جا اترتا یک دم اس کے موبائل کی بیپ گنگنا اٹھی ابرام جو مکمل نیند کی کیفیت میں تھا موبائل کی بیپ پر یک دم اس کے تھکے ماندہ اعصاب جھنجھنا اٹھے اس نے انتہائی ناگواری سے بستر پر پڑے موبائل کو اٹھا کر اس کی اسکرین کو دیکھا جیسکا کا نام جگمگاتا دیکھ کر اس نے تھکن آمیز سانس بھری پھر چند ثانیے بعد اس نے لیس کا بٹن دبا کر ''ہیلو'' کہا جیسکا ابرام کے ہیلو کہنے پر ہی اس کی کیفیت سمجھ گئی تھی۔ جب ہی کافی شرمندگی اور ندامت سے بھرے لہجے میں بولی۔

''ایم سوری ابرام اس وقت یقیناً تم بہت تھکے ہوئے ہونا اور میں نے تمہیں کال کر کے ڈسٹرب کر دیا۔'' جیسکا کی مترنم اور احساس سے لبریز آواز سن کر ابرام کی بے زاری یک دم ختم ہو گئی تھی۔ جب ہی وہ خوش مزاجی سے بولا۔

''اٹس او کے جیسکا...... ویسے میں واقعی اس وقت بہت تھکا ہوا ہوں مگر تمہاری آواز نے اس لمحے مجھ پر اچھا اثر ڈالا ہے۔'' وہ شائستہ انگریزی میں بولا تو جواباً جیسکا کا خوب صورت قہقہہ اس کی سماعت سے ٹکرایا تو بے ساختہ ابرام کے لبوں پر دلکش سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

''اوہ ریلی ابرام......!'' اس کے لہجے میں بے یقینی تھی۔ پھر اپنے مخصوص انداز میں بولی۔
''ایکچولی پندرہ دن سے تم سے کوئی رابطہ نہیں ہوا تو سوچا آج اپنے فرینڈ کو میں خود ہی کال کرلیتی ہوں۔'' پھر دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے تقریباً بیس منٹ بعد جب ابرام نے فون بند کیا تو اس پل وہ واقعی خود کو بہت فریش محسوس کررہا تھا۔ وہ بستر سے اٹھا اور اپنی وارڈ روب سے ایک ڈریس نکال کر باتھ لینے کی غرض سے سیٹی پر کسی گانے کی دھن بجاتا ہوا واش روم میں گھس گیا۔

❀......❀......❀......❀

زرتاشہ کا دل یونیورسٹی میں لگ گیا تھا۔ وہ بڑی دلجمعی سے اپنی پڑھائی میں مصروف تھی۔ اس نے اکنامکس کے سبجیکٹ کا انتخاب کیا تھا اور اسی مضمون میں وہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری لینے کا ارادہ رکھتی تھی جب کہ اس کی دیگر کلاس کی لڑکیوں کو اکنامکس کا سبجیکٹ پڑھنے میں بے پناہ دقت محسوس ہورہی تھی۔ زرینہ تو باقاعدہ سر پکڑ کر بیٹھی ہوئی تھی۔
''یا اللہ میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کردی یہ مضامین لے کر ہائے اللہ اب میں کیا کروں مجھ سے تو یہ اکنامکس بالکل پڑھی نہیں جارہی۔'' زرینہ کی حالت واقعی خراب تھی۔ نہ اسے پروفیسرز کا لیکچر پلے پڑھ رہا تھا اور نہ ہی اکنامکس کی بلا۔ اس کے قابو میں آرہی تھی۔
''زرتاشہ مجھے لگتا ہے کہ میں یہ سب نہیں پڑھ پاؤں گی یار۔'' زرینہ روہانسی ہوکر زرتاشہ سے بولی تو نوٹس پر سے نگاہ اٹھا کر اس نے اپنی روم میٹ اور دوست کو دیکھا جو اس پل واقعی بے حد پریشان وحواس باختہ دکھائی دے رہی تھی۔
''افوہ زرینہ ایک تو تم نے اکنامکس کو بالکل ہوا بنا دیا ہے۔ پہلے تم اپنے دماغ سے یہ خناس نکالو کہ یہ مضمون مشکل ہے۔ جب تک تم یہ بات دماغ میں سے نہیں نکالوں گی کہ یہ سبجیکٹ بہت مشکل ہے تب تک یہ تمہیں ایسے ہی ڈراتا رہے گا۔ ارے یہ تو بہت دلچسپ اور مزے دار سبجیکٹ ہے بھئی۔'' زرتاشہ اسے سمجھاتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں بولی تو جواباً زرینہ منہ بناتے ہوئے گویا ہوئی۔
''ہوں بہت مزے دار بالکل سموسہ چاٹ اور رس ملائی کی طرح۔'' زرتاشہ اس کی بات پر کھلکھلا کر ہنس دی اور زرینہ کے بے زار چہرے کو دیکھا۔
''نہیں خیر اب سموسہ چاٹ اور رس ملائی کی طرح بھی مزے دار نہیں ہے۔'' زرتاشہ ہنستے ہوئے بولی اس وقت وہ دونوں اپنے کمرے میں بیٹھیں پڑھائی کررہی تھیں۔ زرینہ نے ایک بار پھر اپنا دماغ کتاب میں لگانے کی کوشش کی۔ زرتاشہ بھی اپنا دھیان آج کے لیکچر کے پوائنٹس پر لگاتے ہوئے اسے ذہن نشین کرنے کی کوشش کررہی تھی۔ جب ہی کچھ دیر بعد زرینہ کی پرسوچ آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔
''تاشو یہ اپنے سر شرجیل کچھ عجیب سے نہیں ہیں۔'' زرتاشہ نے زرینہ کی بات پر اپنا سر اٹھا کر اسے دیکھا زرینہ بھی اسے تاشو کہہ کر ہی مخاطب کرتی تھی۔ سر شرجیل کے نام پر زرتاشہ کے تصور میں سر شرجیل کا وجیہہ سراپا لہرا گیا۔ سر شرجیل کافی ینگ اور ہینڈسم ہونے کے ساتھ ساتھ بہت فرینڈلی اور جولی بھی تھے۔ خصوصاً لڑکیوں کے ساتھ وہ کافی نرمی اور رعایت برتتے تھے۔
''اور تم نے آج دیکھا وہ عروبہ عظیم سر کے سامنے کتنا اترا اترا کر بول رہی تھی۔ اور ادائیں تو ایسے دکھا رہی تھی جیسے کہیں کی مس ورلڈ ہو۔'' عروبہ عظیم زرتاشہ اور زرینہ کی کلاس فیلو تھی۔ جو بڑے باپ کی آزاد خیال اور بے

باک لڑکی تھی اور کافی نک چڑھی اور مغرور بھی۔ اپنے گروپ کی لڑکیوں کے علاوہ وہ ہر لڑکی سے انتہائی زعم اور رعونت سے بات کرتی تھی۔ البتہ ہینڈسم اور امیر لڑکوں سے وہ کافی خوش اخلاقی سے پیش آتی تھی۔

''مجھے تو بہت زہر لگتی ہے یہ عروبہ عظیم۔ اونہہ نجانے خود کو کیا سمجھتی ہے صبح ہی صبح چہرے پر اتنا میک اپ تھوپ کر آ جاتی ہے جیسے کسی کی بارات میں آئی ہو اور بالوں پر ہر تیسرے دن نجانے کون کون سے رنگ لگائی رہتی ہے۔''

''ہوں اپنی عام سی شکل وصورت کو خاص بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ مجھے تو اس کی ڈریسنگ دیکھ کر سچ میں شرم آ جاتی ہے۔'' زرتاشہ کی بات پر زرینہ نے بھی اپنی رائے زنی کی تو معاً کوئی خیال زرتاشہ کے ذہن میں در آیا وہ پرسوچ لہجے میں بولی۔

''یہاں کا ماحول بہت آزاد ہے۔ زری مجھے تو کبھی کبھی ڈر لگتا ہے۔''

''تمہیں کیوں ڈر لگتا ہے تاشو خدانخواستہ ہم تھوڑی اس ماحول میں رنگ گئے ہیں۔'' زرینہ نے قدرے حیرانی سے کہا تو زرتاشہ نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا پھر کافی بردباری اور سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

''زری ہمارے والدین اور گھر والوں نے ہمیں بہت مان اور اعتماد سے گھر سے اتنی دور بھیجا ہے۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے زری ہمیں ان کے مان اعتماد اور بھروسے پر ذرا بھی آنچ نہیں آنے دینی چاہیئے۔ اس کے لیے ہماری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔''

''تاشو تم تو مجھے سچ مچ میں اب ڈرا رہی ہو۔ ہم بھلا ایسا کوئی کام کیوں کریں گے جس کے لیے ہمیں اپنے گھر والوں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔'' زرینہ واقعی اندر سے سہم گئی تھی جب ہی خائف سی ہو کر بولی۔ زرتاشہ نے اس کا سہما ہوا چہرہ دیکھا تو بے ساختہ قہقہہ لگا بیٹھی۔

''اللہ زری تم تو بہت ڈرپوک ہو۔''

''ہاں پہلے میری جان نکال دو پھر بولو...... زری تم تو بہت ڈرپوک ہو۔'' زرینہ آخر میں اس کی نقل اتارتے ہوئے بولی تو دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر زور سے ہنس دیں۔

❀ ❀ ❀ ❀

چہار سو جامد سناٹا تھا' ہر طرف ہو کا عالم تھا۔ باہر ہوتی برف باری اور گہری ہوتی رات نے ماحول کو جیسے بالکل ساکت سا کر دیا تھا۔ وہ خاموش سی بیٹھی تھی۔ اپنی عبادت گاہ سے آنے کے بعد اس کی طبیعت ابھی تک بہتر نہیں ہوئی تھی۔ جیکولین نے وہاں تو اس سے کچھ نہیں پوچھا تھا مگر گھر آ کر کافی بازپرس کی تھی۔

''وہ انکل لی میں نے کل رات کھانا نہیں کھایا تھا اور رات کو بھی مجھے ٹھیک سے نیند نہیں آئی تھی۔ شاید اس لیے میری طبیعت خراب ہو گئی تھی۔'' ماریہ اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں مروڑتے ہوئے نگاہیں جھکا کر بولی تو جیکولین نے اسے کافی تیز نظروں سے دیکھا۔

''جب تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو تمہیں میرے ساتھ جانے کی کیا ضرورت تھی؟''

''صبح میں خود کو بہتر محسوس کر رہی تھی۔ اسی لیے آپ کے ساتھ چلی گئی۔'' جیکولین کے کڑے استفسار پر ماریہ اندر ہی اندر خائف ہو کر بولی۔ دیگر راتوں کی طرح یہ رات بھی دھیرے دھیرے گزر رہی تھی۔ مگر پریشانی کا حل ملنے کے بجائے اس کی پریشانی میں اضافہ ہی ہو رہا تھا۔ لاتعداد لامتناہی سوچیں سوچتے سوچتے جب اس کا سر درد سے پھٹنے لگا تو ماریہ نے تھک کر اپنا سر ڈائننگ ٹیبل پر رکھ دیا۔

''اوہ گاڈ میں کیا کروں...... پلیز مجھے کوئی راستہ بتایئے میری کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کروں کیا نہ کروں۔'' وہ انتہائی بے بسی سے خود سے بولی جب کہ پلکوں سے بے اختیار آنسو نکل کر میز کی چکنی سطح کو نم کر گئے۔

''ابرام برو مجھے آپ سے یہ امید ہرگز نہیں تھی۔ آپ نے کس طرح مجھے تنہا اور اکیلا کردیا۔ مجھے بہت ہرٹ کیا ہے آپ نے...... میں تو سمجھی تھی کہ کوئی دے یا نہ دے مگر آپ میرا ساتھ ضرور دیں گے۔ مجھے سمجھنے کی کوشش کریں گے مگر...... آپ نے تو مجھ سے منہ ہی پھیر لیا۔'' ماریہ ابرام کے تصور سے شکوہ کرتے کرتے بے ساختہ رو دی۔

❀......❀......❀......❀

برف پوش پہاڑیاں سفید براق پیراہن اوڑھے بے حد خوب صورت لگ رہی تھیں۔ شفاف وسیع نیلگوں آسمان کے وسط پر انتہائی جاہ وحشم کے ساتھ ایستادہ سورج اپنی تیز کرنوں سے برف کی سختی کو پگھلا رہا تھا۔ سنہری شعاعوں اور روپہلی برف کی روشنی کا امتزاج بے حد حسین اور دل موہ لینے والا تھا۔ چیڑ، انجیر اور اخروٹ کے درختوں پر سے برف پوری طرح پگھل کر اپنا وجود کھو چکی تھی۔ البتہ خنکی اور ٹھنڈ کی دبیز چادر نے پورے ماحول کو ڈھانپ رکھا تھا اور اپریل کے اس دلنشین اور دلکش موسم میں سیاحوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔ مری کی رونقیں دھیرے دھیرے بحال ہو رہی تھیں۔ لالہ رخ نے صبح ہی زرتاشہ سے بات کی تھی اور امی ابا سے بھی کروائی تھی۔ زرتاشہ کچھ دنوں سے پڑھائی میں بہت مصروف تھی۔ لہٰذا کئی دن سے لالہ رخ کی اس سے تفصیل سے بات نہیں ہوسکی تھی۔ آج جب ہوئی تو لالہ رخ کو بھی اطمینان ہوا ورنہ امی کی طرح وہ بھی ہمہ وقت اندر ہی اندر زرتاشہ کی جانب سے متفکر رہتی تھی۔ مگر امی کے سامنے ظاہر نہیں کرتی تھی بلکہ ان کو ہر وقت تشفی دیتی رہتی تھی۔ وہ گیسٹ ہاؤس آئی تو آج اسے معمول سے ہٹ کر چہل پہل نظر آئی کچھ کپلز اور فیملیز ان کے گیسٹ ہاؤس میں آج آئے تھے۔ لالہ رخ آتے ہی اپنے کام میں مصروف ہوگئی تھی۔

''ہیلو مس لالہ رخ ہاؤ آر یو۔'' وہ رجسٹر پر جھکی اینٹریز کر رہی تھی جب ہی بھاری مردانہ گھمبیر آواز پر لالہ رخ نے بے ساختہ تیزی سے سر اٹھایا تھا کبھی کبھی زندگی میں ایسا موقع بھی آتا ہے جب ہمیں انتہائی ناپسندیدہ لوگوں کو بڑی خندہ پیشانی سے جھیلنا پڑتا ہے۔ دل میں ان کے لیے انتہائی بے زاری و بیگانگی ہونے کے باوجود ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کر ان کے سامنے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ عازم احمد لاکھانی بھی ان ہی میں سے ایک تھا۔ جس کا شمار شہر کے کامیاب بزنس مین میں ہوتا تھا۔ لگ بھگ پچاس سال کی عمر کا عازم احمد لاکھانی رنگین فطرت ہونے کے ساتھ ساتھ کافی دریا دل بھی تھا۔ یہاں کے اسٹاف کو بہت پرکشش ٹپ دیتا تھا یہی وجہ تھی کہ اس کی آمد سے گیسٹ ہاؤس کے ملازمین میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی تھی مگر لالہ رخ کو یہ شخص زہر سے بھی زیادہ کڑوا لگتا تھا اس کو اپنے سامنے ایستادہ پا کر اسے ایسا لگتا جیسے نیم کے پتے اس نے چبا ڈالے ہوں۔ عازم احمد لاکھانی کی حریصانہ بے باک نگاہیں جب بڑی گستاخی سے اس کے چہرے و سراپے کا طواف کرتیں تو لالہ رخ کا دل چاہتا کہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر نیچے کھائی میں دھکا دے دے۔

''مس لالہ رخ لگتا ہے آج آپ کا دھیان شاید کہیں اور ہے آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔'' ڈارک گرین اور براؤن رنگ کے امتزاج کے اسٹائلش سے سوٹ میں آف وائٹ اسکارف سر پر پہنے شفاف سادہ چہرے کے ساتھ لالہ رخ کو کسی سوچ میں ڈوبا دیکھ کر عازم احمد لاکھانی نے بڑی شوخی سے چھیڑا تو یک لخت بے پناہ

چونک کروہ حال کی جانب واپس آئی وگرنہ تو وہ اپنے تصور میں اس لاکھانی کو پہاڑ کی چوٹی تک لے ہی آئی تھی۔

''اوایم سوری سر۔'' وہ زبردستی مسکراتے ہوئے فقط اتنا ہی بول پائی۔ عازم احمد لاکھانی اس گیسٹ ہاؤس کا ریگولر کسٹمر تھا وہ اسے کسی بھی صورت میں ناراض نہیں کرسکتی تھی۔ ورنہ گیسٹ ہاؤس کا مالک یقیناً اسے نوکری سے برخاست کردیتا۔

''واٹ کین آئی ڈو فار یو سر۔'' وہ پیشہ ورانہ خوش اخلاقی دکھاتے ہوئے ایک نگاہ اس کے ساتھ کھڑی لڑکی کو دیکھتے ہوئے بولی جس کی عمر اکیس بائیس سال سے زیادہ نہیں تھی۔ عام سے نین نقوش کی مالک لڑکی اس پل انتہائی ماڈرن مگر بیش قیمت شلوار شوٹ پہنے چہرے پر اتراہٹ لیے اسے خاص متاثر نہیں کرسکی۔

''کچھ خاص مشقت تو آپ سے نہیں کروانی بس ذرا......'' انتہائی بے باکی سے اس کی صبیح چہرے پر نگاہیں جما کر وہ ذو معنی لہجے میں بولتا ازخود جملہ ادھورہ چھوڑ گیا تو لالہ رخ کے جسم میں گردش کرتا خون پوری طاقت سے دوڑنے لگا۔ چہرے پر اس سرخی چھاتی چلی گئی۔ اس پل اس کا دل چاہا کہ ٹیبل پر دھرا ٹیلی فون سیٹ اس کے منہ پر پوری قوت سے مار کر اس کی ناک توڑ دے۔

''عازم ڈارلنگ مجھے تو یہ گیسٹ ہاؤس کچھ خاص پسند نہیں آیا۔ ہم کہیں اور چلتے ہیں۔'' وہ لڑکی جوان دونوں کی جانب سے توجہ ہٹائے اطراف کا انتہائی تنقیدی جائزہ لے رہی تھی۔ اس پل عازم احمد لاکھانی کی جانب دیکھتے ہوئے اس کا بازو پکڑ کر کافی نخوت سے بولی جب کہ اس کا پژمردہ سن کر لالہ رخ اندر سے کچھ خائف ہوکر عازم احمد لاکھانی کو دیکھنے لگی۔ اگر مسٹر لاکھانی یہاں سے چلے جاتے اور کسی اور گیسٹ ہاؤس میں بکنگ کرالیتے تو یقیناً اس کی شامت آجاتی۔

''کیوں بے بی یہاں کیا برائی ہے۔'' مسٹر لاکھانی شہد ٹپکاتے لہجے میں بولے تو موصوفہ منہ بنا کر ان کے کندھے پر سر رکھ کر کہنے لگیں۔

''بس مجھے کچھ خاص پسند نہیں آیا۔'' لالہ رخ قصداً خاموش رہی ان دونوں کے درمیان کوئی مداخلت نہیں کی۔

''مگر جان یہ گیسٹ ہاؤس اس علاقے کا سب سے بہتر اور اچھا گیسٹ ہاؤس ہے اور پلس پوائنٹ یہ ہے کہ اس کی لوکیشن بہت اچھی ہے تم روم میں جاکر وہاں کی بالکنی میں کھڑے ہوکر دیکھنا پورا مری یہاں کی بالکنی سے نظر آتا ہے اسی لیے تو مجھے یہ جگہ پسند ہے۔'' عازم احمد لاکھانی چمکارنے والے انداز میں بولے تھے۔

''مگر مجھے یہاں کا فرنیچر کافی اولڈ لگ رہا ہے اور یہ ساری سجاوٹ بھی بہت دقیانوسی لگ رہی ہے۔'' وہ لڑکی اس انداز میں بات کررہی تھی جیسے آج ہی بکھنگم پیلس سے اتر کر سیدھا یہاں آئی ہو یا پھر وائٹ ہاؤس سے نکل کر ادھر آدھمکی ہو۔ لالہ رخ کو اس لڑکی پر غصہ تو بہت آیا مگر ضبط کرتے ہوئے انتہائی سہولت اور ہموار لہجے میں بولی۔

''میم ہم نے اپنے گیسٹ ہاؤس میں نیو اور اولڈ لک دینے کے ساتھ ساتھ اپنے ملک کی ٹریڈیشن کو بھی مدنظر رکھا ہے۔ آپ ایک بار پورے گیسٹ ہاؤس کا وزٹ کرلیجیے...... آئی ایم شیور کہ آپ کو یہ جگہ پسند آجائے گی۔'' آخر میں وہ ہلکی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھیرتے خوش مزاجی سے بولی تو عازم احمد لاکھانی نے بڑی دلچسپی سے اس کی جانب دیکھا جب کہ جواباً وہ لڑکی محض ناک چڑھا کر رہ گئی۔

''آئی تھینک ان کے کہنے پر تمہیں یہاں کا وزٹ کرلینا چاہیے پھر جیسا ہماری سوئیٹ وائف بولیں گی ویسا ہی ہوگا۔'' عازم احمد لاکھانی اس لڑکی کی جانب جھکتے ہوئے بولا تو اس پل اس لڑکی نے لالہ رخ کی جانب انتہائی

جتاتی نگاہوں سے دیکھا اور خوامخواہ میں اپنی گردن اکڑالی۔

''آیئے میم پلیز دس وے۔'' لالہ رخ اپنا پین رجسٹر پر رکھ کر کرسی سے اٹھتے ہوئے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی تو دونوں اس کی معیت میں وہاں سے نکل آئے۔

❀......❀❀......❀

سردیاں اپنا بوریا بستر سمیٹ چکی تھیں بہار کی آمد نے چہار سو رونق ہی رونق پھیلا دی تھی۔ خوش رنگ و خوش بودار پودے پیڑ اور پھول گویا موسم بہار کے آنے پر خوشی سے لہلہاتے ہوئے گیت گا رہے تھے۔ حورین اس پل اپنے گھر کے انتہائی خوب صورت و دلکش سے وسیع لان میں بیٹھی' شام کی چائے پی رہی تھی۔ اپنے گھر کے لان کو سجانے سنوارنے میں اس کا بہت زیادہ ہاتھ تھا۔ باغبانی اسے بے حد پسند تھی یہی وجہ تھی کہ جب بھی اسے فرصت کے لمحات میسر آتے وہ فوراً اپنے لان کا رخ کرتی ہر پودے کی کاٹ چھانٹ پر توجہ دیتی مالی بابا کی مدد سے اس نے اپنے لان کو بے حد منفرد اور خوب صورت لک دیا تھا جو کوئی بھی لان دیکھتا اسے ضرور سراہتا۔ سرمئی ٹھنڈی شام اپنا آنچل فضاء میں پھیلائے کافی مسرور نظر آ رہی تھی۔ حورین نے پھولوں کی باڑ پر نگاہ ڈالتے ہوئے جونہی داخلی دروازے کی جانب دیکھا سامنے سے باسل حیات آتا دکھائی دیا۔ حورین کے لب اپنے بیٹے کو دیکھ کر بے ساختہ مسکرا اٹھے۔ جو اسی طرف آ رہا تھا۔

''مما آپ یہاں اکیلی بیٹھی ہیں سوری مما مجھے گھر جلدی آ جانا چاہئے تھا۔'' باسل شرمندگی سے بولتا گارڈن چیئر پر اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا۔ خاور حیات بزنس کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہوا تھا۔ اور باسل کو اس نے خصوصی ہدایات دی تھیں کہ وہ اس کی غیر موجودگی میں اپنی مما کا خاص خیال رکھے۔

''اٹس اوکے بچے میں اکیلی نہیں ہوں تم دیکھ نہیں رہے اتنے سارے پودے پھول میرے ساتھ ہیں۔'' حورین باسل کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر گویا ہوئی رسٹ کلر کے خوب صورت سے سوٹ میں وہ ہمیشہ کی طرح فریش لگ رہی تھی۔

''مما اب میری خیر نہیں ہے آپ کے شوہر نامدار مجھ پر سخت خفا ہوں گے کہ ان کے پیچھے میں نے ان کی وائف کا خیال نہیں رکھا۔'' بلیک جینز پر بلیک ٹی شرٹ پہنے وہ اتنا پیارا لگ رہا تھا کہ بے اختیار حورین نے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل لیا کہ کہیں اس کی پیار بھری نظر اس کے بیٹے کو نہ لگ جائے۔

''اچھا جناب...... تو اپنے ڈیڈی کی وجہ سے میرا اتنا خیال کیا جا رہا ہے۔'' وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولی تھی جب کہ باسل یک دم گھبرا گیا۔

''نو نو مما ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ پلیز میرے خلوص پر شک مت کیجئے۔'' وہ منہ بسور کر بولا تو حورین کھلکھلا کر ہنس دی۔ باسل اس پل اپنی مما کے دلکش چہرے کو دیکھے گیا حورین ہنستے ہوئے بہت پیاری لگتی تھی۔ باسل نے فخریہ انداز میں اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''خاور حیات کی وائف اتنی اٹریکٹیو اور اسمارٹ ہے مما۔ مجھے بھی آپ جیسی ہی لائف پارٹنر چاہئے۔''

''اچھا...... اپنی لائف پارٹنر خود ڈھونڈو گے یا ہم تلاش کریں۔'' حورین ہنوز لہجے میں بولی تو باسل کرسی کی پشت گاہ پر اپنی پیٹھ ٹکا کر ڈھیلے ڈھالے انداز میں آنکھیں بند کرتے ہوئے بولا۔

''ابھی تو ان باتوں کے لیے کافی وقت ہے مما جب وقت آئے گا تو خود ہی ڈیسائیڈ ہو جائے گا کہ کون ڈھونڈے گا۔ ہاں اگر آپ جیسی لڑکی آپ کے ہاتھ لگے تو فوراً اسے قابو کر لیجئے گا اور اگر مجھے نظر آ گئی تو میں

کرلوں گا۔"

"ہوں آئیڈیا تو برا نہیں۔" وہ اس کی بات پر محظوظ ہوتے ہوئے بولی پھر کچھ یاد آیا تو استفسار کرتے ہوئے گویا ہوئی۔ "تمہاری پڑھائی کیسی چل رہی ہے۔"

"ایک دم فرسٹ کلاس مما...... اچھا آپ دس منٹ میرا ویٹ کریں میں چینج کرکے آتا ہوں پھر ہم ماں بیٹے باہر چلیں گے۔" باسل کرسی سے اٹھتے ہوئے بولا تو حورین نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو بیٹا میرا باہر جانے کا موڈ نہیں ہو رہا۔"

"افوہ موڈ نہیں ہو رہا تو موڈ بنا لیجیے بس میں دس منٹ میں آیا۔" یہ کہہ کر باسل تیزی سے اس کا جواب سنے بناء اندر کی جانب پلٹا تو حورین مسکرا کر رہ گئی۔

❀......❀......❀......❀

آج بہت دن بعد وہ اپنے مخصوص کافی شاپ پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ جیسکا حسب معمول ابرام کی سنگت میں بہت پرجوش و خوش نظر آ رہی تھی۔ ابرام کو بھی جیسکا کی کمپنی بہت بھلی لگتی تھی وہ واقعی عام لڑکیوں سے کافی مختلف اور منفرد تھی۔ جیسکا کے ساتھ وقت گزارنا اسے اچھا لگنے لگا تھا۔ ابھی بھی وہ انتہائی دلچسپ باتیں کرکے ابرام کو بار بار مسکرانے پر مجبور کر رہی تھی ورنہ زیادہ تر وہ سنجیدہ ہی رہتا تھا۔

"جولیا نے مما کو کچھ دنوں کے لیے اپنے پاس بلا لیا ہے وہ ایکسپیکٹڈ ہے آج کل۔" جیسکا نے اپنی اسٹیپ سسٹر کی بابت ابرام کو بتایا تو وہ محض ہوں کہہ کر رہ گیا پھر اچانک اسے کوئی خیال آیا تو وہ بے اختیار کہہ گئی۔ "ابرام ماریہ کے ساتھ کوئی پرابلم ہے کیا۔" ابرام جو انتہائی مگن انداز میں کافی سے لطف اندوز ہو رہا تھا اچانک چونکا پھر چوکنا ہو کر اسے دزدیدہ نگاہوں سے دیکھا۔

"کیوں تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو کوئی بات ہوئی ہے کیا؟"

"نہیں کوئی خاص بات تو نہیں مگر آج کل وہ مجھے کافی کھوئی کھوئی اور الجھی ہوئی لگتی ہے۔" جیسکا کی بات پر ابرام کی سوچ نے یک دم اڑان بھری۔

"جیسکا کالج میں تم ماریہ کے ساتھ ہی ہوتی ہو نا تمہارے علاوہ بھی کوئی اس کا خاص دوست ہے؟" ابرام کے سوال پر جیسکا کو قدرے حیرت ہوئی تھی جس کا وہ برملا اظہار بھی کر گئی۔

"آئی تھنک ماریہ تم سے کافی کلوز ہے اگر ایسا کوئی خاص دوست ہوتا تو آئی ایم شیور وہ اس بات کا تذکرہ تم سے ضرور کرتی۔" جیسکا کی بات پر وہ ہلکا سا گڑبڑایا پھر اپنے لہجے کو بے پروا و سرسری سا بناتے ہوئے بولا۔

"ایکچولی میرے پاس ٹائم ہی نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھ فرصت سے بیٹھو۔ اسی لیے یونہی تم سے پوچھ لیا۔" جیسکا نے ابرام کو دیکھ کر مسکرا کر کہا۔

"آئی نو دنیا کے سب سے زیادہ مصروف ترین انسان ہو تم...... ہاں مگر ماریہ کا کوئی کلوز فرینڈ نہیں ہے وہ تو ولیم کو بھی گھاس نہیں ڈالتی جو لٹو کی طرح اس کے آگے پیچھے گھومتا پھرتا ہے۔"

"ماریہ ریزرو نیچر کی لڑکی ہے وہ کسی سے زیادہ گھلنا ملنا پسند نہیں کرتی۔" ابرام سنجیدہ لہجے میں بولا تو جیسکا کچھ سوچتے ہوئے گویا ہوئی۔

"ابرام مجھے لگتا ہے وہ ولیم میں انٹرسٹڈ نہیں۔" ابرام اس موضوع پر مزید بات نہیں کرنا چاہتا تھا جب ہی بات کا رخ بدلنے کی غرض سے بولا۔

''جیسکا مجھے کچھ دن کی چھٹی ملے گی کچھ پلان کرتے ہیں۔''
''اوہ ریلی ابرام...... او مائی گاڈ مجھے یقین نہیں آرہا کہ یہ بات تم کر رہے ہو۔'' وہ بے تحاشا خوش ہوکر بولی۔
''نہیں...... میں نہیں میرا بھوت کررہا ہے۔'' ابرام نے شوخی سے کہا تو وہ زور سے ہنس دی جب کہ ابرام کا ذہن ریشم کے دھاگوں کی مانند بری طرح الجھ گیا تھا۔

❀......❀......❀......❀

صد شکر کہ اس نک چڑھی سر چڑھی میڈم کو گیسٹ ہاؤس پسند آگیا۔ لالہ رخ اچھی طرح وزٹ کروا کر انہیں اپنے روم میں لے آئی تھی تاکہ وہ ان کی انٹری کرسکے۔ ''مسٹر اینڈ مسز لاکھانی۔'' پوچھنے پر انہوں نے بتایا تو لالہ رخ نے جلدی سے اندراج کیا یہ کام درحقیقت ریپشین میں ہوتا تھا مگر چونکہ لاکھانی صاحب خاص مہمان تھے۔ لہٰذا مالک کے کہنے پر وہی زیادہ تر انہیں اٹینڈ کرتی تھی ملازم کے ہمراہ انہیں ان کے کمرے میں بھجوا کر وہ لابی کی جانب آئی کہ اسی دم مسٹر لاکھانی وہاں آدھمکے۔
''سر...... کچھ چاہیے آپ کو؟'' لالہ رخ پروفیشنل انداز میں مسکرا کر بولی جواباً لاکھانی صاحب نے اسے انتہائی توجہ سے سر سے پیر تک دیکھا۔ اپنا سر اثبات میں ہلاتے ہوئے مسکرا کر بولے۔
''ہاں چاہیے تو سہی۔'' خصوصی معنی سے پر لہجے میں بولتے اس شخص کو دیکھ کر لالہ رخ کے اعصاب وائلن کے تاروں کی طرح کھنچ سے گئے تقریباً تین سال سے یہ شخص کراچی سے یہاں گھومنے پھرنے آتا اور لالہ رخ نے ان تین سالوں میں ہمیشہ ایک نیا چہرہ اس کی بیوی کے طور پر اس کے ہمراہ دیکھا تھا۔ شہر کا یہ معروف بزنس مین غریبوں کا خون پسینہ چوس کر اپنے بینک بیلنس اور جائیدادوں میں اضافہ کرتا اور عیاشی کرنے اکثر اوقات یہاں چلا آتا وہ جو بھی اپنی پرسنل سیکریٹری رکھتا اسے اپنی دولت کے جال میں پھنسا کر کچھ عرصے کے لیے شادی کرلیتا اور تھوڑے ہی عرصے بعد انہیں چھوڑ دیتا تھا۔ کچھ لڑکیاں تو خود کاغذ کے چند ٹکڑوں کے عوض اپنا آپ اس کے سامنے پیش کردیتیں۔ اپنی لامحدود خواہشات کی تکمیل کے عوض اس ادھیڑ عمر شخص کے ساتھ کچھ وقت گزارنا انہیں گھاٹے کا سودا ہرگز نہیں لگتا تھا۔ حالانکہ وہ جوان بچوں کا باپ تھا مگر کسی نے بالکل صحیح کہا تھا کہ ضرورت سے زیادہ پیسہ بے راہ روی کا باعث بنتا ہے۔
''لالہ رخ آپ کراچی کیوں نہیں آجاتیں آپ ماشاء اللہ ٹیلنٹڈ ہیں پڑھی لکھی اور گڈ لکنگ ہیں۔ وہاں تو آپ کو کافی گولڈن چانسز مل سکتے ہیں یہاں تو آپ خود کو ضائع کر رہی ہیں۔'' حریصانہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے مسٹر لاکھانی نے ایک دفعہ پھر اس کے اعصاب کا امتحان لیا...... لالہ رخ نے بمشکل تلخی کا گھونٹ بھرا اور پھر اپنے لہجے کو حتیٰ الامکان نارمل بناتے ہوئے بولی۔
''میں یہیں بہت خوش ہوں سر یہاں مجھے کوئی پرابلم نہیں۔''
''ارے آپ نے باہر کی دنیا دیکھی کہاں ہیں۔ مری سے آگے جہان اور بھی ہیں میڈم ایک بار کنویں سے نکل کر تو دیکھیں کہ دنیا کتنی حسین اور رنگین ہے پھر آپ کو اس بات پر سخت پچھتاوا ہوگا کہ میں نے اتنی دیر کیوں کی یہاں سے نکلنے میں۔''
''مجھے دنیا دیکھنے کا کوئی شوق نہیں...... میں یہاں بہت خوش اور مطمئن ہوں۔'' اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس شخص سے وہ کیسے اپنی جان چھڑائے جو گوند کی طرح چپکے جارہا تھا۔ اگر نوکری ہاتھ سے جانے کا خوف نہ ہوتا تو وہ اس انسان کی ایسی طبیعت ہری کرتی کہ ساری زندگی یاد رکھتا۔

''اتنی سی عمر میں اتنی سنجیدگی اور بردباری اچھی نہیں ہوتی۔ آپ کی ایج کی لڑکیاں تو بہت شوخ، شوقین اور چلبلی ہوتی ہیں۔ ایک کے بعد دوسری دنیا دوسرا آسمان دیکھنے کی دلدادہ۔'' عازم احمد لاکھانی جس نے آج اس کا ضبط توڑنے کی قسم کھا رکھی تھی لالہ رخ کا اب وہاں کھڑے رہنا محال ہوگیا تھا۔

''ایکسکیوز می سر میں اس وقت بزی ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے آگے جانے کی جانب قدم بڑھایا تو عقب سے لاکھانی صاحب کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

''ویسے میرے پاس آپ کے لیے بہت اچھی آفر ہے مس لالہ رخ۔'' لالہ رخ نے پلٹ کر انہیں دیکھا پھر انتہائی سرد مہری سے کہا۔

''تھینک یو سر مجھے آپ کی کوئی بھی آفر قبول نہیں۔'' یہ کہہ کر وہ وہاں سے نکل گئی۔

❀......❀......❀......❀

''ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ مسز ارمغان کو مجھ سے پرابلم کیا ہے؟ ہمیشہ مجھے لیٹ ڈاؤن کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ جب ان کی بیٹی رملہ کی شادی نہیں ہوئی تھی تو کیسے میرے آگے پیچھے بچھی جاتی تھیں تاکہ میں فراز یا کامیش سے ان کی بیٹی کی شادی کردوں مگر اب دیکھو کیسے طوطے کی طرح انہوں نے آنکھیں پھیر لی ہیں۔''

''اونہہ خود غرض عورت۔'' ساحرہ انتہائی چڑتے ہوئے ناک چڑھا کر بولی۔

سمیر شاہ جو بڑے ریلیکس موڈ میں لاؤنج کے صوفے پر بیٹھے چینل سرچنگ میں مصروف تھے۔ انہوں نے ناچاہتے ہوئے بھی ساحرہ کو دیکھا جواب ان کے برابر میں آکر دھپ سے بیٹھ گئی تھی۔

''میں اچھی طرح دیکھ لوں گی مسز ارمغان کو صرف مجھے جیلس فیل کرانے کے لیے انہوں نے اس حورین کو چیف گیسٹ بنایا...... ورنہ وہ باورچی خانہ سنبھالنے والی عورت بھلا اتنے خاص اور بڑے فنکشنز میں مہمان خصوصی بننے کے ہرگز قابل نہیں۔'' اس بار ساحرہ سمیر بڑبڑانے والے انداز میں خود سے بولی تھیں۔ حورین کے نام پر سمیر نے چونک کر اپنی نصف بہتر کو دیکھا۔

''کیوں اب کیا کردیا حورین بھابی نے جو تم اس قدر چراغ پا ہو رہی ہو۔'' ساحرہ جو پہلے ہی جلی بھنی بیٹھی تھی سمیر کے جملے نے گویا جلتی پر تیل کا کام انجام دیا...... وہ بے پناہ تنک کر بولی۔

''ہاں ہاں آپ کی تو حورین بھابی زمانے بھر کی معصوم اور سیدھی سادی عورت ہے۔ وہ کچھ کیسے کرسکتی ہیں...... دیکھتے نہیں کہ کس طرح وہ شوہر کو اپنی انگلیوں پر نچاتی ہیں۔ لٹو بنایا ہوا ہے خاور بھائی صاحب کو آپ کی حورین بھابی نے۔'' آخری جملہ طنز کی آمیزش لیے ہوا تھا۔ سمیر شاہ سمجھ گئے کہ ساحرہ کی توپوں کا رخ اب ان کی جانب مڑ چکا ہے سو مسکراتے ہوئے گویا ہوئے۔

''تمہیں اعتراض کس بات پر ہے حورین بھابی کی سادگی پر یا خاور کے لٹو بننے پر۔''

''اف یہ ہر بار ہماری گفتگو میں حورین بھابی کہاں سے آجاتی ہے۔'' ساحرہ جلے بھنے انداز میں بولی تو سمیر شاہ بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔ جسے ساحرہ نے انتہائی ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھا۔

''یہ بھی خوب کہی آپ نے، خود ہی حورین بھابی کا تذکرہ لے آتی ہو اور پھر خود ہی یہ بات کہتی ہو کہ ان کا تذکرہ کہاں سے آجاتا ہے۔''

''میں آپ سے بحث کے قطعاً موڈ میں نہیں ہوں سمیر۔'' ساحرہ منہ بناتے ہوئے بولی پھر خود سے کہنے لگی۔

''مسز ارمغان کی طبیعت تو اب صاف کرنی ہی پڑے گی۔ انہوں نے اپنے چیرٹی شو میں بطور مہمان خصوصی حورین کو انوائیٹ کیا...... اونہہ وہ حورین صاحبہ نجانے خود کو سمجھتی کیا ہے۔'' مسز ارمغان بھی ساحرہ کی طرح ایک این جی او سے وابستہ تھیں اور عورتوں، بچوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرتی تھیں۔ پہلے تو ساحرہ اور ان کے درمیان کافی اچھی دوستی تھی مگر جب سے دونوں ایک ہی پروفیشن سے وابستہ ہوئیں دونوں کے اندر پروفیشنل جیلسی پیدا ہوگئی تھی۔ خود سے بڑبڑاتے ہوئے اچانک ساحرہ کو کچھ یاد آیا تو سمیر شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

''میں کل دو دن کے لیے اندرون سندھ کے ایک پسماندہ گاؤں جارہی ہوں۔'' پھر خود سے گویا ہوئی...... ''او مائی گاڈ وہاں تو اتنی گرمی اور گندگی ہوگی میں کیسے رہوں گی؟''

''تو مت جاؤ کوئی زبردستی تو نہیں ہے۔'' سمیر ٹی وی اسکرین پر نگاہیں جمائے سہولت سے بولے۔

''اف آپ سمجھتے نہیں ہیں یہ پروجیکٹ ہماری این جی او کے لیے بہت خاص ہے۔ بیرونی امداد کا مطلب آپ سمجھتے ہیں نا...... چیرٹی روپے میں نہیں ڈالر میں دی جائے گی۔'' سمیر نے ساحرہ کی بات پر کافی تاسف سے دیکھا۔

''ساحرہ کیا تمہیں روپوں کی کوئی کمی ہے یا پھر تمہاری خواہشات اور ضروریات پوری نہیں ہوتیں؟''

''آپ کا مطلب کیا ہے اس بات سے سمیر......'' ساحرہ کو پنجے جھاڑ کر میدان میں اترتے ہوئے دیکھ کر سمیر نے ایک گہرا سانس کھینچا۔ پھر دھیمے لہجے میں بولے۔

''کوئی مطلب نہیں ہے میرا۔'' پھر قدرے اونچی آواز میں ملازم سے کہا۔ ''قدیر میرے لیے ایک کپ اسٹرونگ سی چائے تو بنا لانا۔''

جب کہ ساحرہ ''اونہہ'' کہہ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

❀......❀......❀......❀

''میں...... میں اس لاکھانی شیطانی مکھانی آلو کی بریانی کو کچا چبا جاؤں گی۔ اس کا خون پی جاؤں گی اس کی......!''

''بس بس مہرو اب زیادہ ڈریکولا بننے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اتنا جذباتی ہونے کی...... ارے بابا ہوتے ہیں ایسے لوگ بھی دنیا میں۔'' دونوں سہیلیاں پگڈنڈی کے قریب بنے چھوٹے سے باغیچے میں بیٹھی تھیں۔ باتوں ہی باتوں میں اس نے عازم احمد لاکھانی کی بابت بتایا تو حسب توقع مہرینہ آگ بگولہ ہوگئی۔

''کیوں......؟ کیوں ضرورت نہیں ہے جذباتی ہونے کی ارے تم اس کی نوکر یا کنیز ہو جو اس کی بیہودہ اور گھٹیا باتوں کو برداشت کرو...... وہ کمینہ میرے سامنے تو آجائے اس کی آنکھیں نوچ لوں گی۔'' فرط جذبات اور طیش سے مہرینہ اپنی جگہ سے تن کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی لالہ رخ نے حقیقی معنوں میں اپنا سر پیٹ لیا تھا اب وہ اسے یہ سب بتا کر پچھتا رہی تھی۔

''اللہ کی بندی ٹھنڈی ہوجا اور یہاں صبر سے بیٹھ۔'' لالہ رخ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تو وہ دھپ سے بینچ پر اس کے برابر بیٹھ گئی۔

''تم جیسی لڑکیاں ہی ایسے مردوں کی ہمتیں خاموش رہ کر بڑھاتی ہیں۔ رکھ کر ایک چانٹا اس کے منہ پر مارنا تھا پھر دیکھتی تم کیسی بھیگی بلی بن جاتا وہ لاکھانی سلطانی۔'' غصے سے لال بھبوکا چہرہ لیے مہرو کو دیکھ کر لالہ رخ کو بے اختیار ہنسی آگئی۔

''ایک تو تمہارے اندر نام کو برداشت نہیں ہے مہرو۔ آگے زندگی میں کیا کرو گی تم؟'' سیاہ لال رنگ کے امتزاج کے سادے سے سوٹ میں ملبوس مہرینہ نے اسے تادیبی نظروں سے دیکھا۔ ''اچھا چھوڑو اس لاکھانی کے قصے کو یہ بتاؤ بٹو سے تمہاری ملاقات ہوئی؟'' بٹو مہرینہ اور لالہ رخ کا بہت اچھا دوست بن گیا تھا۔ انتہائی حساس وگداز دل رکھنے والا بٹو اپنی ہئیت کے سبب ہمیشہ لوگوں کی تمسخرانہ باتوں اور نگاہوں کا شکار بنا تھا۔ حتیٰ کے اس کے سگے بہن بھائی بھی اس کا مذاق اڑاتے تھی۔ اسے ناپسند کرتے تھے وہ سب کا دھتکارا ہوا ایک قابل رحم بچہ تھا جو مہرینہ اور لالہ رخ کی ہمدردی و محبت پا کر بے پناہ خوش ہوا تھا۔ وہ تھوڑے دنوں میں ہی دونوں نے اسے اپنا دوست بنالیا تھا۔ اپنی بہنوں سے بڑھ کر عزیز دوستوں سے بہت اٹیچڈ ہوگیا تھا۔

''ہاں یار میں تو تقریباً روز ہی بٹو سے ملتی ہوں یہ تو تم بے مروت ہو جو آج چار دن بعد مجھے اپنی صورت دکھا رہی ہو۔ دو دفعہ میں تمہارے گھر بھی آئی تھی تم سے ملنے مگر تم گیسٹ ہاؤس گئی ہوئی تھی۔'' وہ شکوہ کناں لہجے میں بولتی چلی گئی۔

''تمہیں پتا تو ہے سیزن اسٹارٹ ہوگیا ہے تو وہاں...... یک دم کام کا بوجھ مجھ پر بڑھ گیا ہے...... اچھا ان باتوں کو چھوڑو یہ بتاؤ کہ تم بٹو کے گھر گئی تھیں اس کی اماں سے بات کرنے۔''

''ہاں گئی تھی...... مگر بڑی فضول عورت ہے وہ میرا تو دل چاہ رہا تھا کہ کوئی جادو کی چھڑی میرے ہاتھ میں آجائے اور فوراً سے بیشتر میں اسے گھما کر کالی مرغی بنادوں۔'' لالہ رخ زور سے ہنس دی پھر ہنستے ہوئے بولی۔

''کیوں بھئی ایسا کیا ہوا؟''

''ارے زمانے بھر کی بدمزاج اور چڑچڑی عورت ہے۔''

''کہنے لگی بھئی میرا بچہ میری اولاد میرا بیٹا میں چاہے اسے جیسا بھی رکھوں یا نہ رکھوں یا پھر اس کے چاچا کے حوالے کردوں۔ تیرے پیٹ میں کیوں مروڑ اٹھ رہے ہیں اور اگر زیادہ ہی تکلیف ہے تو حکیم سے چورن لے کر آجا اور پھانک لے۔'' مہرینہ باریک سی آواز نکال کر اس عورت کی نقل اتارتے ہوئے بولی تو نا چاہتے ہوئے بھی اسے ہنسی آگئی مگر پھر معاملے کی سنگینی کا سوچ کر سنجیدہ ہو کر گویا ہوئی۔

''یہ تو اچھی بات نہیں ہوئی کاش بٹو کی ماں کو اپنی زیادتی کا احساس ہو جاتا کہ وہ اپنے بچے کے ساتھ کتنا ناروا سلوک کررہی ہے۔''

''خیر میں نے بھی اسے چھوڑنا نہیں تھا مگر بٹو کی وجہ سے اس کی کڑوی کسیلی باتیں سہہ گئی وہ بے چارا بہت شرمندہ ہو رہا تھا اپنی ماں کے رویے کی بار بار مجھ سے معافی مانگ رہا اور رو رہا تھا وہ غریب۔'' بٹو کی بابت سن کر لالہ رخ کا دل مضمحل ہوگیا۔ یہ سب جان کر اسے حقیقت میں دکھ پہنچا تھا۔

''کاش وہ لوگ اپنے رویوں کی بدصورتی کا احساس کرکے بٹو کے ساتھ اپنا رویہ درست کرلیں۔'' لالہ رخ بے ساختہ بولی تو مہرینہ بھی محض اثبات میں سر ہلا کر رہ گئی۔

❀......❀......❀......❀

فراز شاہ اپنے کام میں بہت محو و مگن ہوگیا تھا۔ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے ڈیڈ سمیر شاہ کا بوجھ بانٹنا چاہتا تھا حیا آفندی اس کی پرسنل سیکرٹری بہت ذہین اور ذمہ دار تھی کبھی بلا ضرورت چھٹی نہیں کرتی تھی۔ اپنے کام کو انتہائی سنجیدگی سے لیتی تھی۔ فراز شاہ کو اس کی بدولت کافی آسانیاں میسر تھیں۔ حالانکہ وہ اتنی زیادہ عمر کی بھی نہیں تھی

تیس بتیس سالا حیا آفندی اپنے قد کاٹھ اور رکھ رکھاؤ سے محض بیس بائیس سال کی دوشیزہ لگتی تھی۔ اس وقت بھی وہ فراز شاہ کے پہلو میں کھڑی فراز کے سامنے رکھے لیپ ٹاپ پر کچھ پوائنٹس کی بابت اسے بریف کر رہی تھی کہ یک دم ہلکا سا دروازہ ناک کر کے سونیا اندر چلی آئی۔

فراز جو انتہائی توجہ سے لیپ ٹاپ پر نگاہیں جمائے بیٹھا تھا یک بیک چونک کر اس نے دروازے کی جانب دیکھا حیا آفندی جو میز کی جانب قدرے جھکی کھڑی تھی فوراً سیدھی کھڑی ہوئی۔ جب کے اس منظر کو سونیا نے انتہائی جلی نگاہوں سے دیکھا۔ حیا آفندی کا فراز شاہ کے پہلو میں کھڑے ہونا اسے گویا جلتے ہوئے تندور میں گرا گیا تھا وہ سرتا پیر جھلس گئی تھی۔

''او سونیا تم......!'' فراز شاہ نے اسے دیکھ کر خوش گوار حیرت سے کہا پھر حیا آفندی کی جانب رخ کر کے بولا۔ ''مس حیا یہ میری بیسٹ فرینڈ اور کزن سونیا خان ہیں......اور سونیا یہ میری پی اے مس حیا آفندی۔'' اس کے تعارف کروانے پر حیا آفندی انتہائی خوش اخلاقی سے بولی تھی=

''ہیلو میم ہاؤ آر یو؟'' جواباً سونیا زبردستی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر محض ''فائن'' کہہ کر رہ گئی۔

''اوکے سر میں بعد میں آتی ہوں آپ لوگوں کے لیے کچھ بھجواؤں۔''

''نو تھینکس میں ریحان سے منگوالوں گا۔'' فراز شاہ نے چپڑاسی کا نام لے کر کہا تو حیا آفندی ''اوکے سر'' کہہ کر روم سے باہر چلی گئی۔ جب کہ اس کے پرفیوم کی مہک چار سو پھیلی رہ گئی۔

''ارے تم کھڑی کیوں ہو آؤ بیٹھو نا۔'' وہ اسے سائیڈ پر رکھے صوفے کی جانب لے آیا۔

سونیا کا موڈ بے حد خراب ہو گیا تھا مگر فراز کے سامنے اس نے ظاہر نہیں کیا تھا اپنے چہرے پر زبردستی بشاشت لاتے ہوئے گویا ہوئی۔

''تمہارا روم تو بہت اچھا ہے فراز۔''

''ڈیڈ نے خاص طور پر میرے لیے ڈیکوریٹ کروایا ہے اسے۔'' فراز نے خوشی سے کہا تو وہ محض سر ہلا گئی۔ پھر قدرے توقف کہ بعد اس سے شکوہ کرتے ہوئے بولی۔

''تم نے تو مجھے ٹائم دینا ہی چھوڑ دیا ہے میں کتنا مس کرتی ہوں تمہیں اور ایک تم ہو کہ میری ذرا بھی پروا نہیں۔ کتنے دنوں سے ہم لانگ ڈرائیو پر نہیں گئے، ڈنر نہیں کیا، شاپنگ بھی نہیں کی اٹس ناٹ فیئر فراز۔''

''آئی ایم سوری سونیا ہم واقعی بہت دنوں سے کہیں باہر گھومنے نہیں گئے۔ ایکچو لی میں کام میں بہت بزی ہو گیا تھا مگر پرامس کل شام صرف اور صرف تمہارے ساتھ وقت گزاروں گا پھر تمہارا جہاں دل چاہے وہاں لے چلنا۔'' فراز نے اچھے بچوں کی طرح یک دم سرنڈر کرتے ہوئے کہا تو سونیا بے پناہ خوش ہو گئی۔

''رئیلی فراز......! اوکے پھر کل شام سات بجے تم مجھے میرے گھر سے پک کر رہے ہو فائن۔''

''اوکے میڈم اور کوئی حکم۔'' فراز اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر قدرے جھک کر بولا تو سونیا زور سے ہنس دی۔

❀......❀......❀

باسل اسے زبردستی پارک ٹاور لے آیا تھا۔ حالانکہ اس پل حورین کا شاپنگ کرنے کا بالکل دل نہیں چاہ رہا تھا۔

''مما...... مجھے کچھ شرٹس لینی ہیں آپ پلیز میری ہیلپ کیجیے۔'' باسل اسے لے کر ایک شاپ کے اندر آ گیا پھر کچھ دیر بعد وہ تین چار شرٹس خرید کر باہر نکلے تو باسل اسے لیڈیز بوتیک کی جانب لے کر بڑھا۔

''باسل مجھے کچھ نہیں خریدنا بیٹا میرے پاس پہلے ہی کافی ڈریسز موجود ہیں۔'' اس نے باسل کو منع کرنا چاہا مگر وہ کہاں سننے والا تھا زبردستی اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے آیا سیل گرل نے انہیں اندر آتا دیکھ کر فوراً آگے بڑھ کر اپنی خدمات پیش کیں۔

''میم کیا چاہیے آپ کو فارمل ڈریسز یا ان فارمل ڈریسز۔''

''آپ ہمیں دونوں گائیڈ کر دیجیے۔'' باسل سہولت سے بولا تو حورین نے بے بسی سے اسے دیکھا سیلز گرل مسکرا کر گویا ہوئی۔

''یہاں آئیے سر۔''

''باسل میری وارڈ روب میں اب جگہ نہیں ہے کپڑے رکھنے کی پلیز مجھے کچھ نہیں چاہیے۔''

''اوہو مما جب یہاں آ ہی گئے ہیں تو پلیز کچھ نہ کچھ تو لے لیجیے پلیز۔''

''بالکل اپنے باپ کی طرح ضدی ہو۔'' حورین اسے فہمائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی تو وہ بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

پھر اچانک دروازے سے اندر آتی دو لڑکیوں پر اس کی نظر پڑی تو یک دم اس کی ہنسی کو بریک لگ گئے۔ آنکھوں میں حیرت و تعجب کے ساتھ ساتھ بے یقینی کے رنگ بھی تیزی سے اترتے چلے گئے۔

حورین اس پل سیلز گرل کے متوجہ کرنے پر ڈریسز دیکھنے میں محو ہوگئی تھی وگرنہ باسل کی یک دم کیفیت کو ضرور نوٹس کرتی۔ وہ دونوں لڑکیاں سیدھی کاؤنٹر کی جانب گئیں شاید کوئی چیز تبدیل کروانے آئی تھیں۔ باسل خاور حیات نے دونوں کو مکمل اپنی نگاہوں کی رینج میں رکھا ہوا تھا پھر تھوڑی دیر بعد وہ شاپ سے باہر نکلیں تو باسل حورین سے عجلت بھرے لہجے میں بولا۔

''مما آپ ڈریس سلیکٹ کریں میں دو منٹ میں آتا ہوں۔'' وہ باہر کی جانب لپکا تو حورین نے ناسمجھی والے انداز میں باسل کو جاتے دیکھا پھر سر جھٹک کر ڈریس کی طرف متوجہ ہوگئی۔

باسل انتہائی محتاط انداز میں ان دونوں لڑکیوں کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا جبکہ ان کو خبر نہیں تھی کہ کوئی ان کا تعاقب کررہا ہے۔ کچھ دیر بعد ایک لڑکے نے ان دونوں کو جوائن کیا تھا۔ پھر وہ تینوں ایک کیفے میں داخل ہوگئے تھے۔ باسل کیفے کے باہر ہی ٹھہر گیا تھا اس وقت اس کے چہرے پر گہری سوچ کی لکیریں کھنچی ہوئی تھیں۔ پیشانی پر شکنیں سجائے اس نے شہادت کی انگلی کو اپنی کنپٹی پر بجایا پھر ایک گہرا سانس کھینچ کر وہاں سے پلٹ آیا اور تیزی سے اس بوتیک کی جانب چلا گیا جہاں وہ حورین کو چھوڑ کر آیا تھا۔

❀ ❀ ❀ ❀

اسے اس پل ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے جسم میں خون کے بجائے انگارے دوڑ رہے ہوں وجود کا ذرہ ذرہ جیسے ریزہ ریزہ ہوگیا ہو جان جیسے لب بام آن پہنچی ہو وہ گہری غنودگی میں تھی جب ہی اس کی سماعت میں انتہائی ہلکی ہلکی سی آوازیں گونجیں اس نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔

''او تھینک گاڈ ماریہ تم نے اپنی آنکھیں تو کھولیں ورنہ تھوڑی دیر میں ہم تمہیں ہاسپٹل لے جانے والے تھے۔'' یہ جیسکا کی آواز تھی۔

''اب کیسا فیل کررہی ہو ماریہ؟'' جیکولین کی آواز پر اس نے نگاہیں ترچھی کر کے اپنے سرہانے دیکھا اس کی ماں شاید زندگی میں پہلی بار آج اس کے اتنے پاس بیٹھی اس کے لیے متفکر دکھائی دے رہی تھی۔

''ہنی تم نے تو ہمیں پریشان کر دیا تھا اب چلو جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔'' ابرام کی آواز کانوں میں پڑی تو بے ساختہ ماریہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے مگر اس نے خود کو رونے سے باز رکھا۔

''جانتی ہو تم نے چوبیس گھنٹے بعد اپنی آنکھیں کھولی ہیں۔ ڈاکٹر البرٹ دو بار تمہیں چیک کر کے گئے ہیں۔'' جیسکا اس کے قریب آ کر اس کا سر سہولت سے اٹھا کر تکیہ بیڈ کی پشت پر لگاتے ہوئے سر اس پر ٹکا کر بولی تو ماریہ خاموش ہی رہی۔

''بخار تو اب نہیں ہے تم لوگ اس کے پاس بیٹھو میں اس کے لیے کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔'' یہ کہہ کر جیکولین اٹھ کر باہر چلی گئی تو جیسکا اور ابرام دونوں ماریہ کی جانب متوجہ ہو گئے۔

ڈاکٹر البرٹ نے جب ماریہ کا چیک اپ کیا تھا تو اسے اسٹریس کا شکار بتایا تھا۔ ابرام ماریہ کے اسٹریس کی وجہ بخوبی جانتا تھا البتہ جیکولین ڈاکٹر البرٹ کی بات سن کر خاموش ہو گئی تھی۔ ابرام کو معلوم تھا کہ ماریہ کے صحت یاب ہوتے ہی جیکولین اس سے سختی سے باز پرس کرے گی کہ آخر اسے کون سی ٹینشن ہے جس کی بدولت وہ بیمار پڑ گئی ہے اور ابرام یہ ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ حقیقت جیکولین کے سامنے آئے ورنہ ایک زبردست طوفان آنا یقینی تھا۔ ابرام نے انتہائی محبت بھری نگاہوں سے ماریہ کے کمزور اور ستے ہوئے چہرے کو دیکھا اپنی بہن اسے اس دنیا میں ہر چیز سے بھی زیادہ عزیز اور قیمتی تھی مگر وہ اس کی خواہش اس کی ضد ہرگز پوری نہیں کر سکتا تھا۔ جس سے وہ دست بردار ہونے کو قطعاً تیار نہیں تھی۔

''ماریہ پلیز' باز آ جاؤ تم جو چاہتی ہو وہ ہونا مشکل نہیں ناممکن ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ تمہاری یہ ضد کہیں اس گھر کو تنکا تنکا کر کے بکھیر نہ دے پلیز فار گاڈ سیک سنبھل جاؤ سدھر جاؤ۔'' ابرام دل ہی دل میں اسے مخاطب کر کے خود سے بولا پھر ایک گہری سانس بھر کر ماریہ کو دیکھے گیا جو جیسکا کی باتوں کا جواب انتہائی غیر دلچسپی اور بے زاری سے ''ہوں ہاں'' میں دے رہی تھی۔

❀......❀......❀......❀

سر شرجیل اپنے مخصوص انداز میں اسٹوڈنٹس کو لیکچر دے رہے تھے۔ حسب معمول عروبہ عظیم سامنے والی رو میں بیٹھی بار بار ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب کہ سر شرجیل بھی دوران لیکچر گاہے بگاہے عروبہ عظیم پر نگاہ ڈال کر بڑی دلنشیں مسکراہٹ کا تبادلہ کر رہے تھے۔ کلاس روم میں بیٹھے اسٹوڈنٹس سر شرجیل اور عروبہ عظیم کے درمیان مسکراہٹ اور نگاہوں کی گفتگو سے کافی محظوظ ہو رہے تھے اور اپنے ساتھیوں کو کہنیاں، ٹہوکے مار کر معنی خیزی سے مسکرا رہے تھے۔ جب کہ زرمینہ اور زرتاشہ کا سارا دھیان لیکچر کی جانب تھا۔

''او کے گائز آج کے لیے یہاں تک کل ان شاء اللہ ہم یہیں سے شروع کریں گے کسی کو کوئی سوال پوچھنا ہے؟'' انہوں نے اپنا معمول کا بولے جانے والا جملہ دہرایا تو ایک دو اسٹوڈینٹس نے ان سے سوالات کیے جن کا انہوں نے سہولت سے جواب دیا۔

''سر ایکچولی میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں مگر سوال اس ٹاپک سے ہٹ کر ہے۔'' عروبہ عظیم اپنی آواز میں مزید نکھار اور دلکشی پیدا کرتے ہوئے بڑی ادا سے بولی تھی۔ جبکہ سر شرجیل نے عروبہ کو بڑی والہانہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔

''جی پوچھیے کیا پوچھنا چاہتی ہیں آپ؟''

''سر اگر کوئی شخص آپ کو خصوصی توجہ اور دھیان دے رہا ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اسے کوئی خاص مطلب یا

مفاد ہے آپ کی ذات کے ساتھ تو ایسی صورت حال میں آپ کو کیا کرنا چاہیے؟" وہ اپنے شولڈر کٹ ڈارک میرون بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتے ہوئے انتہائی دلربانہ انداز میں بولی تو سر شرجیل نے اسے بڑی محظوظ نگاہوں سے دیکھا پھر بڑے اسٹائلش انداز میں گویا ہوئے۔

"ہوسکتا ہے کہ اسے کوئی خاص مقصد یا مفاد آپ کی ذات سے ہو ہی نا اور اگر مان لیا کہ اس کی توجہ اور دھیان کسی خاص مقصد کی بنیاد پر ہے تو مقصد پورا کردینا چاہیے آخر انسان ہی تو انسان کے کام آتا ہے نا۔" سر شرجیل کا ذومعنی جواب زرینہ اور زرتاشہ کو انتہائی بے ہودہ اور بدتہذیب سا لگا۔

"سر شرجیل بھی ایک نمبر کے چھچھورے اور لوفر انسان ہیں۔ استاد جیسے مقدس اور معتبر مرتبے کو بدنام کررہے ہیں۔ اونہہ جیسے اپنے آپ کو ہولی وڈ کا ہیرو سمجھتے ہیں۔" زرینہ نے منہ بناتے ہوئے زرتاشہ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا تو اس نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا اسے بھی سر شرجیل کی یہ واہیات حرکتیں بہت ناگوار گزرتی تھیں۔

"اوکے...... اگر کسی کو کچھ بھی پوچھنا ہو یا کوئی پوائنٹ کلیر نہ ہوا ہو تو میرے روم میں بھی آکر پوچھ سکتا ہے۔" سر شرجیل ایک دو اور اسٹوڈنٹس کے اوٹ پٹانگ سوالوں کے جواب دے کر تمام اسٹوڈنٹس پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال کر بولے اور پھر کلاس روم سے باہر نکل آئے۔

ان کے باہر نکلتے ہی کلاس روم میں کھلبلی سی مچ گئی سب اپنی اپنی بولی بولنے لگے تھے۔ زرینہ اور زرتاشہ بھی باہر جانے کے ارادے سے اٹھیں تو عروبہ عظیم کا گروپ ان کے قریب سے گزرا۔ عروبہ بڑے تفاخر سے گردن اکڑائے باہر جارہی تھی۔ جب ہی اس کی گروپ کی ایک لڑکی کی آواز ان کے کانوں میں پڑی۔

"ہائے اللہ یہ سر شرجیل تو ہماری عروبہ پر پوری طرح سے فدا ہوگئے ہیں۔ نازوتم نے آج دیکھا نہیں کیسے سر شرجیل کی آنکھیں صرف عروبہ پر ہی چپک کررہ گئی تھیں۔" عروبہ اپنے گروپ سمیت باہر نکل چکی تھی۔ وہ دونوں بھی کلاس روم سے نکل کر لان میں آگئیں۔

"اف توبہ ہے خود پسندی اور خوش فہمی کی ایک تو خود ہی گھٹیا ادائیں دکھا کر سر شرجیل کو اپنی طرف متوجہ کیا اور اب موصوفہ سمجھ رہی ہیں کہ سر اس پر فدا ہوگئے۔" زرینہ چلتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بولی تو زرتاشہ زرینہ کو دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

"میری بہنا سر شرجیل اور عروبہ دونوں ایک جیسے ہیں کوئی ایک دوسرے سے کم نہیں ہے۔ چلو آؤ لائبریری چلتے ہیں۔" وہ دونوں سہیلیاں ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے لائبریری کی طرف چل دیں۔

❁......❁......❁......❁

انتہائی رومان پرور ماحول میں وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہلکی ہلکی میوزک کی آواز شیشے کی کراکری کی سریلی دھمک اور سرگوشیوں میں گفتگو کرتے لوگوں کے لہجوں کی گونج انتہائی خوب صورت ماحول بنا گئی تھی۔ باسل خاور حیات بلیک پینٹ پر وائٹ شرٹ پہنے بہت گریس فل اور سوبر لگ رہا تھا۔ جب کہ نیلم زمان ہلکے گلابی شیفون جارجٹ کے فراک اور چوڑی دار پاجامے میں بڑا سا دوپٹہ اپنے وجود پر انتہائی سلیقے سے اوڑھے باسل کے سامنے بیٹھی اسے گاہے بگاہے شرگیں مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے دیکھے جارہی تھی۔ عام سے نین نقوش کو نیچرل میک اپ سے خاص بنائے آنکھوں میں کاجل کی باریک سی لکیر کھینچے وہ اس وقت مشرقی انداز و اطوار کا چلتا پھرتا روپ لگ رہی تھی۔

''یقین کیجیے باسل میں آج تک اپنی فیملی کے علاوہ یوں کسی ہوٹل میں کسی کے ساتھ نہیں آئی۔ ہاں البتہ رطابہ کے ساتھ میں یہاں وہاں گھوم آتی ہوں......مگر......'' وہ بولتے بولتے قدرے رکی پھر بڑی دلکش مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے اپنی آنکھوں پر پڑی گھنیری پلکوں کو ایک ادائے دلبرائی سے اٹھاتے ہوئے اسے لجائی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے دوبارہ بولی۔

''مگر آپ وہ واحد انسان ہیں جس کے ساتھ میں یوں اکیلے تنہا اس طرح کسی ہوٹل میں چلی آئی۔'' باسل اس کی تمام حرکات وسکنات کو بغور ملاحظہ کررہا تھا۔ بے ساختہ ایک کٹیلی اور طنزیہ مسکرائٹ اس کے لبوں پر در آئی۔ مگر وہ فوراً اپنے لبوں کو بھینچ گیا۔ نیلم زمان کا چہرہ جھکا ہوا تھا۔ لہٰذا وہ باسل حیات کی مسکراہٹ کو دیکھ نہیں سکی۔

''اچھا اگر تم آج سے پہلے کبھی کسی اجنبی یا غیر مرد کے ساتھ ہوٹل وغیرہ نہیں آئیں تو یہ خاص مہربانی تم نے مجھ پر کیسے کردی۔'' وہ لائم جوس کا ایک سپ لیتے ہوئے اپنے لہجے کو سرسری بنا کر بولا تو جواباً نیلم زمان نے انتہائی قاتلانہ مسکراہٹ اسے پاس کی پھر بہت جھینپ کر بولی۔

''آپ سچ میں نہیں جانتے یا پھر میرے منہ سے سننا چاہتے ہیں۔'' باسل نے اسے دیکھا پھر بڑے رومان پرور لہجے میں بولا۔

''کیا سننا چاہتا ہوں میں؟'' اس نے ابھی اور اسی وقت یہیں بیٹھے بیٹھے اس کھیل کو اور دلچسپ طریقے سے کھیلنے کا سوچتے ہوئے اپنے لہجے اور انداز کو انتہائی خاص بناتے ہوئے کہا نیلم باسل کی بات پر جیسے چھوئی موئی بن گئی اسے یوں دیکھ کر باسل کو ہنسی سی آ گئی۔

''ارے تم تو دلہن کی طرح شرما رہی ہو بلکہ آج کل تو دلہنیں بھی یہ شرمانے کی زحمت نہیں کرتیں......ویسے یقین نہیں آتا کہ تم دبئی جیسے ملک سے آئی ہو۔''

''دراصل ہمارے گھر کا ماحول بہت روایتی ہے۔ میرے پیرنٹس عورتوں کی بے حجابی اور بے باکی کو بہت ناپسند کرتے ہیں۔'' باسل کی بات پر نیلم اپنے ہنوز لہجے میں بولی تو باسل نے اسے دیکھتے ہوئے محض ہنکارا ابھرا۔ پھر تیزی سے گویا ہوا۔

''چلو ڈنر کے لیے آڈر کرتے ہیں مجھے تو بھوک لگ رہی ہے۔''

''جیسے آپ کی مرضی۔'' نیلم اپنے مخصوص شرمگیں لہجے میں بولی تو باسل میز پر دھرے مینو کارڈ کو اٹھا کر اس پر نگاہیں دوڑانے لگا جو ویٹر رکھ گیا تھا۔

❀......❀......❀......❀

''تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے ماریہ آخر تمہیں اتنی صاف اور سیدھی سی بات کیوں سمجھ میں نہیں آتی کہ تمہارا یہ فیصلہ بچکانہ، ناپختہ اور جذباتیت سے پر ہے اور یہ تم اچھی طرح اپنے ذہن میں بٹھالو کہ تمہیں یہ حماقت کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔'' ابرام نے ماریہ کو پیار سے منت سماجت سے غرض کے ہر طرح سے سمجھانے بجھانے کی کوشش کرلی تھی مگر ماریہ نے تو جیسے کچھ بھی نہ سمجھنے کی گویا قسم کھالی تھی۔ آج سے پہلے تو کبھی اس نے کسی بھی معاملے میں اپنی ضد اور سختی نہیں دکھائی تھی جیسا آج دکھا رہی تھی۔ ابرام کو تو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ کیا یہ وہی اس کی بہن ماریہ ہے جو انتہائی صلح جو دوسروں کی بات پر فوراً عمل کرنے والی، کسی سے کبھی کوئی بحث وتکرار نہ کرنے والی۔ آج اپنی بات کو لے کر اتنا اڑ گئی ہے اتنی ضدی اور ہٹیلی ہوگئی ہے۔

ابرام طیش کے عالم میں بینچ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس وقت وہ دونوں گھر کے قریب خوب صورت سے پارک میں

بیٹھے ایک دوسرے کو قائل کرنے کی کوشش کررہے تھے۔ شام کے اس پہر ہلکی اور ٹھنڈی سبک ہوا میں لوگ گرم ملبوسات میں ملبوس ایک دوسرے کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ ماریہ نے ایک نظر اپنے عزیز از جان بھائی کو دیکھا جو بلیک اوورکوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالا کالر ہی مفلر گلے میں لپیٹے بے حد ہینڈسم اور پرکشش لگ رہا تھا۔ ماریہ اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے اٹھ کر اس کے بازو کو خود سے لپیٹتے ہوئے بولی۔

''ویسے برو آپ کے سامنے تو جیسکا کی بھی خوب صورتی ماند پڑ جاتی ہے۔ آپ ہولی وڈ میں ٹرائی کیوں نہیں کرتے؟'' جواباً ابرام نے خود سے لپٹی ماریہ کو انتہائی ناراضگی سے دیکھا۔

''میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں ماریہ۔'' وہ گھمبیر آواز میں قدرے ناگواری سے بولا تو ماریہ نے یک دم سر اٹھا کر اسے انتہائی بے بسی سے دیکھا پھر بے پناہ تھکے ماندہ لہجے اور یاسیت بھرے انداز میں ایک گہرا سانس لے کر بولی۔

''کاش یہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں ایک بھی لمحہ ضائع کیے بناء آپ کی بات مان لیتی۔ جیسا آپ کہتے بالکل ویسا ہی کرتی مگر......!'' وہ خود ہی اپنا جملہ ادھورا چھوڑ گئی تو ابرام نے تیزی سے اس کی جانب رخ پھیرا۔

''مگر......مگر کیوں تم اس قدر بے اختیار ہوگئیں؟ کیوں بے بس ہوگئیں کہ تمہیں اپنے بھائی کی محبت بھی پھیکی نظر آنے لگی اپنے رشتوں کی اہمیت ان کی حیثیت سب کچھ پس پشت چلی گئی۔ اب تمہارے لیے کوئی بھی رشتہ کوئی بھی تعلق اہم نہیں رہا نہ میں نہ مام نہ ڈیڈ اور نہ......!''

''آپ غلط سمجھ رہے ہیں برو ایسی بات ہرگز نہیں۔ آپ مام ڈیڈ سب رشتے میرے لیے بہت اہم ہیں میں آپ سب سے بہت محبت کرتی ہوں مگر......'' زنگ ڈیڈ کلر کے اوورکوٹ میں سرخ ناک اور آنکھوں میں اترتی گلابیوں سمیت وہ اس پل ابرام کو بہت بکھری بکھری اور بے حد ڈسٹرب لگی ابرام نے ایک سانس فضا سے کھینچی پھر آہستگی سے گویا ہوا۔

''دو کشتیوں پر سوار ہوکر کبھی منزل پر پہنچا نہیں جاسکتا ہنی۔ ایک کشتی کو چھوڑ کر ہی آگے بڑھنا پڑے گا اور یہ فیصلہ تمہیں کرنا ہے کہ کس کشتی کو چھوڑنا ہے۔'' ابرام کی بات پر ماریہ نے انتہائی خوف زدہ ہوکر ابرام کے پتھریلے تاثرات سے بھرپور چہرے کو دیکھا پھر بے ساختہ اس سے لپٹ کر بری طرح رو دی۔

❀......❀......❀......❀

''لالہ کی بچی آخر تو نے مجھ سے کس جنم کا بدلہ لیا ہے۔ میں تجھے کبھی معاف نہیں کروں گی۔'' مہرینہ نے اس کے وجود سے بڑی بے دردی سے کمبل کھینچا اور وہ بری طرح ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

''یا اللہ خیر کیا ہوا؟'' وہ انتہائی ہراساں ہوکر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی وہ کچی نیند سے بیدار ہوئی تھی۔ دماغ ابھی تک غنودگی کے زیر اثر تھا جب ہی انتہائی ہونق بنی نا سمجھی کے عالم میں وہ سامنے خطرناک تیوروں کے ساتھ کھڑی مہرینہ کو دیکھ رہی تھی۔

''محترمہ زلزلہ بھی نہیں آیا اور خدا کا شکر ہے کہ سیلاب بھی آتے آتے رک گیا مگر یہ بتا کہ تو نے میرے چہرے کے ساتھ ایسا مذاق کیوں کیا وہ بھی انتہائی بھدا اور سنگین جس نے میرے اس منہ کو ایسا رنگین بنا دیا ہے کہ بچے مجھے دیکھ دیکھ کر ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہوگئے۔'' چند ثانیے تو لالہ رخ یونہی غائب دماغی کے عالم میں بیٹھی رہی پھر ذرا غور کرکے مہرینہ کے چہرے کو دیکھا تو بے تحاشا بے زار ہوئی۔

''مہرو کتنی دفعہ تم سے کہا ہے کہ مجھے اس طرح مت جگایا کرو میری اتنی پیاری نیند کا ستیاناس کرکے رکھ دیا۔

اللہ کرے تمہارا میاں بھی تمہیں یونہی پرتشدد انداز میں اٹھائے جب ہی تمہیں میری تکلیف کا اندازہ ہوگا۔''

''تمہیں اپنی نیند کی پڑی ہے اور یہاں میرا مستقبل خطرے میں پڑ گیا ہے۔ ذرا دیکھو میرے چہرے کی طرف۔'' مہرینہ بے تحاشا تپ کر اس کے قریب آتے ہوئے تقریباً اپنا چہرہ اس کی آنکھوں میں ہی گھساتے ہوئے بولی تو لالہ رخ قدرے ناگواری سے پیچھے ہٹی پھر ذرا غور کیا تو بے اختیار اس کی ہنسی چھوٹ گئی مہرینہ کے صبیح چہرے پر اس پل لال کالے اور کچھ پیلے نشان اسے کافی مضحکہ خیز بنا گئے تھے۔ اسے یوں ہنستا دیکھ کر مہرینہ بے پناہ چڑی' وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر دہائی دینے والے انداز میں بولی۔

''لالہ آخر تم نے مجھ سے کس جنم کا بدلہ لیا ہے جو میرے اتنے خوب صورت چہرے کے ساتھ تم نے اتنا سنگین مذاق کیا۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی سمجھی۔'' لالہ رخ مہرینہ کے اتنے جارحانہ انداز کو دیکھ کر اپنی ہنسی پر بمشکل قابو پا کر بولی۔

''میں نے...... خوامخواہ میرے اوپر کیوں الزام لگا رہی ہے۔ بتاؤ خود ہی منہ بگاڑ کر چلی آئیں اور سارا قصور میرے سر...... یہ کیا بات ہوئی۔''

''اب میں تجھے قتل کرنے والی ہوں لالہ۔'' وہ دانت چباتے ہوئے خونخوار بلی کی طرح اس پر جھپٹنے کو بالکل تیار تھی جب ہی جلدی سے قدرے کھسک کر لالہ رخ نے تیزی سے کہا۔

''ایک منٹ پہلے مجھے بتاؤ تو سہی میرا کیا قصور ہے تمہارے چہرے پر ایسی نقش ونگاری بنانے میں۔'' لالہ رخ کے یوں اس قدر انجان اور معصوم بننے پر مہرو کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس کا گلا ہی دبا ڈالے۔

''آ...... ہاہاہا واہ جناب واہ...... میری بھولی بنو میری معصوم بکری...... کیا تجھے نہیں معلوم کہ تو نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔'' انتہائی طنز سے بولتے بولتے آخر میں مہرینہ بے تحاشا تند وتیز انداز میں بولی تو لالہ رخ معصومیت کے تمام رنگ اپنے چہرے پر سجا کر نفی میں سر ہلا کر گویا ہوئی۔

''تم مجھے بتاؤ گی تو ہی تو مجھے معلوم ہوگا نا؟''

''لالہ اب میری شادی نہیں ہوسکتی بھلا ایسے چہرے کے ساتھ کون مجھ سے شادی کرے گا۔ کیا میں ساری عمر یونہی کنواری رہ جاؤں گی۔ میرا ساجن میرا بالم مجھے لینے نہیں آئے گا...... لالہ یہ تو نے کیا کردیا۔'' وہ کراہتے ہوئے گویا ہوئی تو لالہ رخ چڑ گئی۔

''زیادہ شمیم آراء بینا کماری اور شبنم بننے کی ضرورت نہیں ہے سمجھیں اور اب منہ سے پھوٹ بھی دو کہ یہ چہرہ تم کس کے آگے لے گئی تھیں۔ بھٹی کے سامنے یا پھر گرم ریت میں دبا کر بیٹھ گئی تھیں۔''

''بکواس بند کرو اپنی۔ سارا کیا دھرا تیرا ہے اور اب کتنی معصوم اور انجان بن کر مجھے سنا رہی ہے تو۔'' مہرینہ تقریباً چلا کر بولی۔

''وہی تو پوچھ رہی ہوں کیا' کیا دھرا ہے میرا۔'' لالہ رخ اپنے کھلے بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے سہولت سے بولی۔ تو مہرینہ نے بے حد کٹیلے انداز میں اسے دیکھا پھر لفظوں کو چبا چبا کر کہنے لگی۔

''انڈے کی سفیدی' سرسوں کا دو چمچ تیل پسا ہوا میتھی دانہ اور کچھ یاد دلاؤں۔''

''ہاں تو......'' وہ ناسمجھی والے انداز میں اسے دیکھ کر بولی۔

''تو......؟'' وہ بے حد تپ کر اپنی شہادت کی انگلی اپنے چہرے کے اطراف میں گھماتے ہوئے بولی تو لالہ رخ نے پہلے منہ کھول کر اسے دیکھا پھر بے ساختہ اپنا سر پیٹ ڈالا۔

”یادحشت مہرو کی بچی تو واقعی احمقوں کی سردار پاگلوں کی انچارج ہے ارے بے وقوف لڑکی میں نے وہ ٹوٹکا چہرے کے لیے نہیں بلکہ بالوں کے لیے بتایا تھا۔“ لالہ رخ نے بے حد چڑ کر کہا تو مہرینہ اپنی جگہ جم سی گئی پھر تیزی سے بولی۔

”نہیں نہیں تم نے چہرے کے لیے بتایا تھا میں نے خود سنا تھا۔“

”عقل کی اندھی چہرے کے لیے میں نے مالٹے اور بیسن کا بتایا تھا یہ بالوں کے لیے تھا۔“ وہ دانت پیس کر بولی تو مہرو کی مارے شرمندگی وخجالت کے گویا وہ حالت ہوئی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

”آ...... اچھا تو وہ تم نے بالوں کے لیے بتایا تھا میں سمجھی۔“ بولتے بولتے مہرینہ نے سر اٹھا کر لالہ رخ کو دیکھا جو سرخ چہرہ لیے اپنی بے تحاشا ہنسی کو بمشکل کنٹرول کررہی تھی۔ تو خوانخواہ اسے سخت طیش آ گیا۔ ”لالہ خبردار جو تو نے منہ سے ایک بھی دانت نکالا تو......!“ وہ اتنا ہی بولی تھی کہ لالہ رخ کے منہ سے ہنسی کی پھلجڑیاں چھوٹ پڑیں۔ وہ قہقہے لگا کر زور زور سے ہنس رہی تھی جبکہ اس کی ہنسی میں مہرینہ کی بھی جھنپی جھنپی ہنسی شامل ہوگئی۔

❀......❀......❀......❀

اس نے خود کو انتہائی نک سک سے سنوارا تھا آج سونیا کو تیار ہونے میں کئی گھنٹے لگے تھے۔ وہ ہر طور فراز شاہ کو آج چاروں شانے چت کردینے کے موڈ میں تھی۔ گہرا کاہی رنگ کا شارٹ کرتا جس پر کوپر کلر کی انتہائی دیدہ زیب اور نفیس کڑھائی کی گئی تھی۔ گہرا سرخ جدید تراش خراش کا ٹراوزر جس کے پائچوں کی جانب کاہی گرین اور کوپر رنگ کے امتزاج کی ہلکی سی کڑھائی بھی تھی۔ اسے زیب تن کیے وہ بے حد اسمارٹ اور پرکشش سراپے کی مالک لگ رہی تھی۔ لائٹ اور نیچرل لک دیتے میک اپ میں اپنے خوب صورت بالوں کو کھلا چھوڑے جنہیں کچھ دن پہلے ہی سیٹ کروایا تھا۔ وہ بے حد متاثر کن لگ رہی تھی۔ قدِ آدم آئینے میں اپنے سراپے کو ہر زاویے سے جانچ کر اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر دھرے ڈھیر سارے پرفیومز میں سے ایک کا انتخاب کرکے بڑی نفاست سے خود پر چھڑکاؤ کیا۔ انتہائی مسحور کن پر کیف سی خوشبو چہار سو پھیل گئی۔ اپنا عکس آئینے میں دیکھ کر اس کے لب خود بخود مسکرا اٹھے۔ پھر ٹیبل پر دھری اپنی بیش قیمت گھڑی اٹھا کر اس نے اپنی کلائی میں پہنی اور دیدہ زیب پرس اٹھا کر وہ جونہی پلٹی دروازے پر سارا بیگم کو مسکراتے چہرے سمیت ایستادہ پایا۔

”ماشاءاللہ...... ماشاءاللہ آج تو میری بیٹی بہت حسین لگ رہی ہے۔ اللہ نظر بد سے بچائے۔“ وہ اپنی ماں کے کمنٹس پر تفاخر سے مسکرائی پھر روٹھے پن سے بولی۔

”صرف آج......! کیا میں پہلے پیاری اور حسین نہیں لگتی تھی۔“ سونیا کی بات پر سارا بیگم کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ پھر انتہائی خوش گواری سے گویا ہوئیں۔

”میری بیٹی تو ہر وقت پیاری لگتی ہے۔ ہر حلیے میں حسین اور خوب صورت۔“ سارا بیگم کی بات پر سونیا مسکرا دی پھر معاً کچھ یاد آنے پر سوچ انداز میں بولی۔

”ممی...... آج میں فراز سے خود ہی بات کرلوں گی ہم دونوں اچھے دوست بھی تو ہیں ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔“

”آف کورس بیٹا فراز تمہیں جانتا ہے اور سمجھتا ہے۔ اگر وہ تم سے بات کرنے میں پہل نہیں کررہا تو تم کرلو۔“ سارا بیگم اس کا گال تھپک کر بولیں۔

”میں آج فراز سے ضرور بات کروں گی۔“ وہ سارا بیگم کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے گویا ہوئی تو انہوں نے

اثبات میں سر ہلایا پھر معاذ فراز کی گاڑی کا ہارن بجا تو وہ انہیں بائے کہہ کر گھر سے نکل آئی۔

❁.........❁.........❁.........❁

زرتاشہ بہت دیر سے ایک ہی پوز میں ساکت وصامت بیٹھی تھی۔ کتاب بنی کرتے ہوئے کئی بار زرمینہ نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا مگر کافی دیر وہ یونہی بیٹھی رہی۔ تو کتاب بند کر کے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

''خدا کے واسطے تاشو یہ اپنا پوز تو پلیز بدلو اب تو تمہیں دیکھ کر مجھے ڈر لگنے لگا ہے۔ یوں اس طرح ٹکٹکی باندھ کر ایک ہی جگہ کیوں تکے جاری ہو یار۔'' وہ دونوں ہوسٹل کے لان میں بیٹھیں پڑھائی میں مگن تھیں۔ زرمینہ کی آواز پر زرتاشہ نے خود کو حرکت دیتے ہوئے ایک تھکن آمیز سانس فضاء میں آزاد کی اور کافی بے زاری سے بولی۔

''یار مجھے کچھ دنوں سے سر شرجیل کے لیکچرز بالکل سمجھ میں نہیں آ رہے۔ سر کے اوپر اور دائیں بائیں سے گزر جاتے ہیں۔ دماغ میں سماتے ہی نہیں ہیں۔'' زرتاشہ کی بات پر زرمینہ ایک بار پھر گویا ہوئی۔

''وہ اس لیے ڈیئر کہ سر خود ہی ہمیں انتہائی عدم دلچسپی اور بددلی سے پڑھا رہے ہیں۔ سارا وقت تو ان کا دھیان اس عروبہ تعظیم پر ہی رہتا ہے۔ پڑھائی میں کیا خاک دلچسپی لیں گے وہ۔'' زرتاشہ نے زرمینہ کو دیکھتے ہوئے کافی تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

''یہ تو بہت مسئلہ ہو جائے گا اگر یہی صورت حال برقرار رہی تو ہم سمسٹرز میں کیا کریں گے۔''

''تم بالکل صحیح کہہ رہی ہو۔ ہر وقت کلاس میں ان دونوں کی جملہ بازی چلتی رہتی ہے اور تو اور پوری کلاس صرف تفریح لیتی ہے۔ کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو ناگواری کا اظہار کرے۔''

''ہوں مجھے تو لگتا ہے کہ کلاس میں صرف ہم دونوں ہی پڑھنے میں سنجیدہ ہیں یا پھر وہ منحوس عبید۔''

''یہ بتاؤ کہ اب کیا کیا جائے ایک تو ویسے ہی مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا۔'' زرمینہ قدرے بے زاری سے بولتی ایک بار پھر کتاب کو زور سے بند کر گئی۔

''ہاں یار کچھ تو کرنا پڑے گا۔ ورنہ خدانخواستہ ہم سمسٹر میں کہیں فیل ہی نہ ہو جائیں۔ مجھے لگتا ہے کہ باقی اسٹوڈنٹس یقیناً ٹیوشنز وغیرہ لیتے ہیں تبھی تو اتنے ریلیکس ہیں۔'' زرتاشہ کی بات پر زرمینہ نے تیزی سے سر اثبات میں ہلایا۔

''تو بتاؤ اب کیا کریں میں تو ٹیوشن وغیرہ افورڈ بھی نہیں کر سکتی۔ کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا۔'' زرتاشہ بولتے بولتے سوچنے لگی پھر چند ثانیے بعد ایک خیال اس کے ذہن میں در آیا تو قدرے پرجوش انداز میں بولی۔

''سر کہتے ہیں ناکہ اگر آپ لوگوں کو کوئی بات یا پوائنٹ سمجھ میں نہ آئے تو مجھ سے روم میں آ کر پوچھ لیجیے گا۔ تو کیوں نہ ہم دونوں ان کے روم میں جا کر ان سے کہیں کہ آج کل ان کا لیکچر ہمیں سمجھ نہیں آ رہا تو کیسا رہے گا۔''

''تم پاگل تو نہیں ہو گئی تاشو جانتی نہیں کہ سر شرجیل کا نیچر کیسا ہے۔ ہم دونوں اکیلے ان کے روم میں جائیں گے؟'' زرمینہ زرتاشہ کی بات پر ایک دم بدک کر بولی۔

''اوفوہ زری سر شرجیل تو عروبہ کی طرف مائل ہیں۔ عروبہ انہیں لفٹ دے رہی ہے تو وہ اس کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اب وہ ایسے بھی نہیں ہیں کہ ہر لڑکی سے فری ہو جائیں ہم تو صرف لیکچر کی بابت ان سے بات کریں گے اور اپنی پرابلم بتائیں گے کہ ہمیں دقت ہو رہی ہے۔'' زرتاشہ زرمینہ کو خائف ہوتا دیکھ کر سہولت سے اسے سمجھاتے ہوئے بولی تو وہ کچھ الجھ سی گئی۔

''سوچ لو تاشو کہیں لینے کے دینے پڑ جائیں۔''

"ارے بابا تم خوامخواہ میں خوف زدہ ہورہی ہو۔ اب ان کی اتنی بھی ہمت نہیں ہے کہ وہ ہر لڑکی پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کریں۔ تم ڈرو نہیں.......... ہم دونوں کلاس آف ہونے کے بعد ان کے روم میں جاکر کہیں گے کہ ہمیں سمجھ میں نہیں آرہا لیکچر او کے......" زرتاشہ اسے راضی کرتے ہوئے بولی تو زرمینہ نے اسے دیکھ کر بادل نخواستہ سر اثبات میں ہلا دیا۔

❀......❀......❀......❀

موسم کی تبدیلی کا اثر تھا یا شاید اس کی بے پروائی نے کام کر دکھایا تھا۔ وہ شدید فلو اور بخار میں مبتلا ہوگئی تھی۔ خاور حیات آج رات ہی کراچی پہنچا تھا۔ صبح سے ہی حورین کو اپنی طبیعت بوجھل اور ڈل محسوس ہورہی تھی۔ رات تک وہ بخار میں پھک رہی تھی۔ باسل کے ساتھ ساتھ خاور حیات کے بھی ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔ باسل ٹھنڈے پانی میں ڈبو کر پٹیاں اس کے سر پر رکھ رہا تھا۔ ان کے فیملی ڈاکٹر حورین کا اچھی طرح چیک اپ کرکے تھوڑی دیر پہلے ہی گئے تھے۔

"میں نے حورین سے کہا تھا کہ وہ اپنا خیال رکھے اور باسل تم......!" خاور نے ایک نگاہ حورین پر ڈالی۔ پھر باسل کی جانب دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔ "میں نے تم سے بھی کہا تھا کہ اپنی مما کا خاص خیال رکھنا۔"

"ایم سوری ڈیڈ...... میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے یہ کہہ کر مجھے ٹال دیا کہ بس ہلکا سا فلو ہے۔ میں نے میڈیسن لے لی ہے ٹھیک ہوجائے گا۔" وہ حورین کی گفتگو خاور حیات کو بتاتے ہوئے بولا۔ تو خاور حیات حورین کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

"آپ جاؤ بیٹا اپنے روم میں، میں آپ کی مما کے پاس ہوں۔" باسل نے اس پل باپ کی جانب دیکھا جس کے چہرے پر پریشانی و بے قراری کے واضح رنگ موجود تھے یک بیک اسے اپنے ڈیڈ پر بے تحاشا پیار آ گیا۔

"ڈیڈ مما ٹھیک ہوجائیں گی آپ پلیز ٹینس مت ہوں۔"

"آف کورس مائی سن تمہاری مما جلد ہی ٹھیک ہوجائیں گی ورنہ میں ان کی کلاس لے لوں گا۔" خاور حیارت ہلکے پھلکے انداز میں مسکرا کر بولا تو باسل بھی ہنس دیا پھر قدرے توقف کے بعد انہیں حورین کے ماتھے پر پٹیاں رکھتے ہوئے دیکھ کر گویا ہوا۔

"آپ ابھی ابھی فلائیٹ سے اتنے تھکے ہوئے آئے ہیں پلیز تھوڑا ریسٹ کرلیجیے میں مما کے ساتھ موجود۔"

"اٹس او کے بیٹا۔" وہ ہنوز اپنے کام میں مصروف ہوکر بولا تو باسل مجبور گیا۔

"اچھا تو کم از کم آپ چینج کرکے تھوڑا فریش ہوجائیں پھر کرلیجیے گا اپنی وائف کی تیمارداری۔" وہ آخر میں شوخی بھرے لہجے میں بولا تو خاور باسل کو دیکھ کر خفیف سا مسکرایا پھر حورین کے چہرے پر نگاہ ڈالی جو بخار کی تمازت سے سرخ ہورہا تھا۔

"او کے میں تھوڑی دیر میں چینج کرکے آتا ہوں تم یہیں بیٹھے رہو او کے۔" یہ کہہ کر وہ بستر سے اٹھا تو باسل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"او کے باس۔" خاور باسل کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

❀......❀......❀......❀

گولڈن اور آف وائٹ امتزاج کا بہت نفیس سا ویڈنگ کارڈ اس کی میز پر دھرا ہوا تھا۔ لالہ رخ غائب دماغی سے اسے دیکھے جارہی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی حیات بیدار ہونا شروع ہوئیں تو اشتعال اور تنفر کی تند و تیز لہر

اس کے اندر سے ابھری تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے عازم احمد لاکھانی جو بکواس اس کے سامنے کر گیا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس لاکھانی کا سر توڑ دے وہ جب بھی مری آتا اور اس گیسٹ ہاؤس میں آ کر رہتا تو گویا لالہ رخ کے اعصاب کا امتحان بن جاتا تھا۔ وہ ایک شوقین طبیعت رنگین مزاج بزنس مین تھا اپنے پیسوں کی بدولت وہ لالہ رخ کو بھی اپنے دام میں پھنسانا چاہتا تھا۔ اسے اپنی امارت سے ہر ممکن طور پر ایمپریس کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر لالہ رخ لاکھانی اور اس کے پیسے پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی تھی۔ وہ یہ بات بخوبی جانتی تھی کہ نکاح جیسے مقدس و معتبر بندھن کو محض اپنی ہوس اور گھناؤنا مقصد پورا کرنے کے لیے وہ کس طرح استعمال کرتا ہے اور دو تین ماہ بعد وہ ان لڑکیوں کو بلا جھجک طلاق دے دیتا ہے۔ جن کے ساتھ محض کچھ وقت اپنا رنگین بنانے کے لیے وہ ان سے نکاح کرتا ہے کچھ لڑکیاں تو اپنی مرضی جب کہ بیشتر لڑکیاں اپنی کسی مجبوری یا لاکھانی کی پرفریب لچھے دار باتوں کے جال میں پھنس کر اس کے لیے تر نوالہ بن جاتی ہیں۔ عازم احمد لاکھانی کی بہت پہلے سے لالہ رخ کے بے داغ اور ہوش ربا حسن پر نظر تھی۔ وہ جب بھی یہاں آتا اشاروں کنائیوں میں اسے اپنا پیغام دینے کی کوشش کرتا مگر لالہ رخ اس کی اوچھی حرکتوں کو ہر بار نظر انداز کر جاتی تھی کیونکہ وہ یہ بات بخوبی جانتی تھی کہ اگر اس نے عازم احمد لاکھانی کے خلاف کوئی ردعمل ظاہر کیا تو اس کا باس اسے نوکری سے فارغ کرنے میں ذرا نہیں ہچکچائے گا۔ مگر آج کی حرکت لالہ رخ کو سخت طیش اور اشتعال میں مبتلا کیے دے رہی تھی اس کا غصہ کسی طور ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔ لاکھانی نے آج کھلے لفظوں میں اسے شادی کی پیش کش کی تھی۔

''مس لالہ آپ کی اب تک شادی کیوں نہیں ہوئی؟'' چند ایک ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد اچانک اس نے استفسار کیا تو لالہ رخ چند لمحے تو بھونچکا سی رہ گئی۔ اتنی ہمت و جرأت سے عزم احمد لاکھانی نے اس سے یہ پوچھ ڈالا تھا۔ لالہ رخ کے تو تن بدن میں جیسے آگ ہی لگ گئی تھی۔ وہ کافی ناگواری اور رکھائی سے بولی۔

''سر یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔''

''آئی نو یہ آپ کا پرسنل میٹر ہے مگر انسانی ہمدردی کے تحت میں نے آپ سے پوچھ لیا۔ لگتا ہے آپ مائنڈ کر گئیں۔'' ڈارک میرون اور بیج رنگ کے امتزاج کے سادے سے سوٹ میں وہ اپنی سادگی میں بھی بہت پرکشش اور دلنشین لگ رہی تھی۔

''آپ کی ہمدردی کا شکریہ۔'' لالہ رخ خود پر لاکھانی کی بے باک و حریصانہ نگاہیں محسوس کر کے بے حد بے زاری و کوفت زدہ انداز میں بولی نجانے ان کی نئی نویلی دلہن صاحبہ کہاں جا کر ناپید ہو گئی تھیں جو اس پل لاکھانی صاحب اس کے سامنے بیٹھ کر اس طرح کی خرافات بک رہے تھے۔

''مس لالہ رخ میں آپ سے بالکل جھوٹ نہیں بولوں گا یہ حقیقت ہے کہ میں نے ایک سے زائد شادیاں کی ہیں مگر مجھے آج تک اپنے معیار اور پسند کی لڑکی نہیں ملی میں جس لڑکی کی طرف اسے سونا سمجھ کر آگے بڑھتا ہوں وہ بعد میں پیتل ہی نکلتا ہے۔'' لاکھانی صاحب نے ایک سرد آہ بھر کر کہا تو لالہ رخ نے انہیں طنزیہ نگاہوں سے دیکھا۔ ''ان فیکٹ میری فرسٹ وائف بھی......''

''ایکسکیوزمی سر آپ یہ ساری باتیں مجھ سے ڈسکس کیوں کر رہے ہیں؟'' لالہ رخ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی اور اسی وقت وہ اس شخص کا گلا دبا کر اس کے وجود سے اس دنیا کو پاک کر دے جو روایتی مردوں کی طرح اپنی بیوی کی برائیاں کر کے اس کی ہمدردی سمیٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ اس کی بات درمیان میں ہی قطع کر کے انتہائی روڈ انداز میں گویا ہوئی۔

''اوکے مس لالہ رخ میں آپ سے گھما پھرا کر بات نہیں کروں گا...... ایکچو لی میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔''

''جی......!'' لالہ رخ کو اس دم لگا جیسے اسے کسی نے بیسویں منزل دھکا دے دیا ہو۔ انتہائی ششدر ہو کر اس نے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔ کتنی دیدہ دلیری سے وہ اتنی بڑی بات کہہ گیا تھا۔

''جی مس لالہ رخ میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کو بہت خوش رکھوں گا۔ آپ کو کسی شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔'' لاکھانی صاحب اپنی جون میں بولتے جارہے تھے اور لالہ رخ کے خون کا نقطہ ابال اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا۔

''مسٹر لاکھانی آپ کا دماغ تو خراب نہیں ہوگیا۔ آپ مجھے سمجھ کیا رہے ہیں...... میں کوئی لاوارث یا مجبور و بے بس لڑکی ہرگز نہیں ہوں جس کا فائدہ اٹھانے کی آپ کوشش کررہے ہیں۔ آپ کی ہمت کیسے ہوئی یہ بات مجھ سے کہنے کی......!'' لالہ رخ سخت طیش کے عالم میں انہیں کھری کھری سناتے ہوئے بولی مگر مقابل پر جیسے کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوا تھا۔ وہ ہنوز اطمینان سے بولا۔

''آپ ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچ لیجئے گا۔ میڈم مجھے کوئی جلدی نہیں۔'' پچپن کو کراس کرتا یہ ڈھیٹ شخص اسے اس پل سخت زہر لگا وہ چنگاریاں برساتی نگاہوں سے ہونٹوں کو سختی سے بھینچتے اسے محض دیکھتی رہ گئی جواب اپنی نشست سے اٹھ رہا تھا۔

''یہ میرا وزیٹنگ کارڈ ہے مجھے آپ کی کال اور جواب کا بے حد شدت سے انتظار رہے گا۔'' مسٹر لاکھانی اپنا کارڈ اس کی میز پر رکھ کر بڑے اطمینان سے وہاں سے پلٹ گئے جب کہ انتہائی مشتعل ہو کر لالہ رخ نے اپنی مٹھیاں بھینچیں اور اس وقت سے اب تک اس کا دماغ بھٹی کی طرح جل رہا تھا۔ اسے رہ رہ کر لاکھانی پر بے حد غصہ آرہا تھا۔ ابھی وہ مزید سوچوں کے بھنور میں ڈوبتی کہ اس کی کیفیت کو فون کی بجتی تیز گھنٹی نے توڑا تھا۔ چند ثانیے اس نے ٹیلی فون سیٹ کو سپاٹ نگاہوں سے دیکھا پھر ایک گہری سانس کھینچ کر فون ریسیو کیا۔

''ہیلو الجنت گیسٹ ہاؤس۔'' لالہ رخ نے اپنا مخصوص جملہ دہرایا۔

''میں مسز لاکھانی بات کررہی ہوں۔'' جواباً جو نسوانی آواز ابھری اسے سن کر لالہ رخ اپنی کرسی سے بے اختیار اچھلی۔

''جی میم فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کرسکتی ہوں۔'' وہ انتہائی خوش مزاجی سے پیشہ ورانہ انداز میں بولی تو جواباً آگے سے مسز لاکھانی نے جو کہا اسے سن کر بے اختیار انتہائی دلکش و طمانیت آمیز مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھرتی چلی گئی۔

''یو ڈونٹ وری میم میں ابھی تھوڑی دیر میں آپ کو انفارم کرتی ہوں۔'' پھر لالہ رخ نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور بے اختیار ہنس دی۔ تھوڑی دیر پہلے جو کوفت و بےزاری اور غصہ تھا وہ سب اڑنچھو ہوگیا تھا پھر وہ سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہوگئی۔

❀......❀......❀

فراز شاہ کے سنگ اسے وقت گزارنا اس قدر دلکش لگ رہا تھا کہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وقت یہیں تھم جائے اپنی رفتار بھول کر وہ انہی لمحات میں منجمد ہوجائے۔ وہ دونوں فلم دیکھ کر سونیا کے کہنے پر ساحل سمندر پر آگئے تھے ابتدائی مہینے کا چاند اس وقت آسمان پر نمودار تھا اپنی سفید ٹھنڈی چاندنی نے ماحول کو انتہائی رومانوی اور دلکش بنایا

یاسمین اختر راجپوت

تمام لکھنے اور پڑھنے والوں کو ہمارا پیار بھرا سلام قبول ہو۔ میرا نام یاسمین اختر راجپوت ہے اور میں چھ فروری کو اس دنیا میں اپنے نام کی طرح پھول بکھرنے تشریف لائی آنچل کی تمام رائٹرز بہت اچھا لکھتی ہیں اور میری دعا ہے کہ یہ اور دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین۔ ان رسالوں سے ہی مجھ میں بہت زیادہ اعتماد آیا ہے کیونکہ ان کی رہنمائی کے بغیر میں کچھ بھی نہیں یہ تفریح کا بھی اور زندگی کو بہتر بنانے کے لیے بھی بہت اچھا ہے۔ اب آتے ہیں خوبیوں اور خامیوں کی طرف خامیاں تو بہت ہے مثلاً کام چور سست' کاہل اور خوبیاں یہ ہیں کہ بہت زیادہ حساس پسند ہوں۔ تنہائی اچھی لگتی ہے فیورٹ کتاب قرآن پاک ہے' پسندیدہ شخصیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کپڑوں میں چوڑی دار پاجامہ اور فراک زیادہ پسند ہیں اور فیورٹ کلر پنک اور بلیو ہے۔ پسندیدہ رائٹرز عمیرہ احمد' نمرہ احمد' سمیرا شریف طور' نازی آپی ہیں۔ پسندیدہ ناول ''پیر کامل'' ہے۔ میں بی اے کی اسٹوڈنٹ ہوں' دوستو کی بہت یاد آتی ہے جو اب ہم سے بچھڑ گئی ہیں۔ اب اجازت چاہتی ہوں' آخر میں ایک بات جو لوگ آپ کو بہت چاہتے ہیں ان کو کبھی بھی نہ چھوڑو اور ہمیشہ اپنے سے زیادہ دوسروں کا خیال رکھوں اور دعاؤں میں مجھ کو یاد رکھنا' پاکستان زندہ باد' اللہ حافظ۔

ہوا تھا۔ بہار کے اوائل دنوں کی خوش گوار ٹھنڈک اور مہک پوری فضا میں رچی بسی ہوئی تھی۔ شوریدہ لہریں ساحل سے آ کر واپس اپنے مقام پر جا رہی تھیں۔ اس وقت کافی لوگ وہاں موجود تھے جو موجوں کے اس کھیل کو بڑی محویت و دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ سونیا اور فراز نسبتاً تنہا گوشے کو ڈھونڈتے ہوئے ایک جگہ آ کر بیٹھ گئے تھے۔ سونیا اس کے ہمراہ بڑے سے پتھر پر بیٹھی انتہائی مگن ہو کر بولی۔

''فراز ہم آج کتنے دنوں کے بعد اس طرح آؤٹنگ پر آئے ہیں تمہیں معلوم ہے نا کہ میں تمہارے علاوہ کسی بھی کمپنی کو انجوائے نہیں کرتی اور ایک تم ہو کہ مجھے اب بالکل ٹائم نہیں دیتے۔'' سونیا کے شکوے پر فراز نے گردن موڑ کر مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

''سونیا ڈیر اب پریکٹیکل لائف اسٹارٹ ہو گئی ہے پہلے اسٹوڈنٹ لائف تھی بے پروائی اور بے فکری تھی اور کوئی ذمہ داری بھی نہیں تھی مگر اب میں کافی ذمہ دار ہو گیا ہوں۔'' آخری جملہ وہ شوخی بھرے لہجے میں بولا تو سونیا نے منہ بنا کر کہا۔

''اوہنہ ویری فنی۔'' جواباً فراز قہقہہ لگا کر ہنس دیا تو سونیا نے اپنے ہاتھ کا مکا بنا کر اس کے بازو پر جڑا۔

''بہت ہنسی آ رہی ہے نا تمہیں۔''

''اوکے بابا اب میں نہیں ہنسوں گا۔'' فراز ہنوز لہجے میں بولا تو ہواؤں کی چھیڑ چھاڑ سے اپنے بکھرے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے ہوئے وہ مگن انداز میں گویا ہوئی۔

''اب میں نے ایسا بھی نہیں کہا تم ہنستے ہوئے بہت اچھے لگتے ہو۔''

''او مائی پلیزر۔'' وہ مسکرایا...... سونیا نے مسکراتے ہوئے اسے بغور دیکھا پھر یک لخت استفہامیہ لہجے میں بولی۔

''اور میں تمہیں کیسی لگتی ہوں۔''

''ہنستے ہوئے؟''

''نہیں روتے ہوئے...... ارے بھئی سمپل سا سوال ہے میں تمہیں کیسی لگتی ہوں۔''

''بہت اچھی لگتی ہو کیونکہ تم میری سب سے اچھی دوست ہو۔'' وہ ساحل پرآتی لہروں کو دیکھتے ہوئے مگن لہجے میں بولا تو چند ثانیے دونوں کے درمیان خاموشی کا پردہ حائل ہوگیا۔ دونوں اپنی اپنی جگہ نجانے کن سوچوں میں گم تھے۔ رات کی سیاہی چہار سو پھیل چکی تھی اردگرد بھی چہل پہل اب معدوم ہوگئی تھی۔ چاند کی چاندنی بھی مدھم پڑ گئی تھی۔ فراز نے بے ساختہ آسمان کی جانب دیکھا چاند کے سنگ شرارتی بادل اٹھکیلیاں کرتے اس پر کبھی چھا جاتے تو کبھی دور چلے جاتے تھے۔

''فراز کیا تم محبت پر یقین رکھتے ہو۔'' خاموشی کے پردے کو سونیا کی آواز نے بالآخر تار تار کرڈالا تھا۔ اس پر فراز نے چونک کر اسے دیکھا پھر ایک گہری سانس فضا میں آزاد کرتے ہوئے سہولت سے بولا۔

ڈرپوک ہیں وہ لوگ
جو محبت نہیں کرتے
بڑا حوصلہ چاہیے
برباد ہونے کے لیے

جواباً سونیا نے فراز کو نا سمجھنے والے انداز میں دیکھنے کی کوشش کی وہ اندھیرا ہوجانے کے سبب فراز شاہ کا چہرہ اور اس کے تاثرات جاننے سے قاصر رہی تھی۔

''کیا مطلب فراز...... مطلب تم ڈرپوک ہو یا پھر......؟'' وہ قصداً اپنا جملہ ادھورا چھوڑ گئی تو فراز نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کرتے ہوئے کہا۔

''بالکل میڈم...... میں کافی ڈرپوک واقع ہوا ہوں مطلب یہ کہ اس وقت یہاں کافی اندھیرا پھیل چکا ہے اور مجھے اس اندھیرے سے ڈر لگ رہا ہے۔'' وہ مزاحیہ انداز میں بولتا پتھر سے اٹھا تو مجبوراً سونیا کو بھی اس کی تقلید کرنا پڑی۔

''تمہیں اندھیرے سے کب سے ڈر لگنے لگا فراز۔'' وہ اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلتے ہوئے استفہامیہ انداز میں گویا ہوئی۔

''جب مغرب کے بعد اندھیرا ہوگیا تھا۔ بس تب سے ہی ڈر لگنے لگا تھا۔'' فراز کے اوٹ پٹانگ جواب پر سونیا نے اسے تادیبی نظروں سے دیکھا۔

''فراز اب تم میرے ہاتھوں مار کھانے والے ہو سمجھے۔''

''پلیز میرا مار کھانے کا بالکل موڈ نہیں ہو رہا بلکہ اچھا سا کھانا کھانے کا دل چاہ رہا ہے کیونکہ اس وقت میرے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔''

''ہاں تو چلو میں کب منع کررہی ہوں۔'' وہ کھلکھلا کر بولی اور پھر دونوں گاڑی کی جانب بڑھ گئے۔

❀......❀......❀......❀

آج صبح سے ہی موسم قدرے ابر آلود تھا۔ نیلگوں وسیع آسمان بادلوں سے اٹا ہوا تھا۔ سورج کی کرنیں بھی بادلوں کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گئی تھیں۔ خوش گوار سی ٹھنڈی ہوا نے پوری فضاء کو پرکیف سا بنادیا تھا۔ زیادہ تر اسٹوڈنٹس کلاس روم سے باہر ٹولیوں کی صورت میں لان میں بیٹھے تھے تو کچھ گراؤنڈ میں براجمان تھے۔ ان کے ڈپارٹمنٹ کی لابی بھی اس وقت اسٹوڈینٹس سے بھری ہوئی تھی۔ سب اپنی اپنی باتوں میں مگن ادھر ادھر کی ہانکتے ہوئے شوخ و بے فکرے قہقہے لگا رہے تھے۔ زرمینہ اور زرتاشہ نے اپنے اطراف میں نگاہ ڈالی۔

''لگتا ہے کہ آج سر شرجیل بھی کلاس نہیں لیں گے۔'' زرمینہ پرسوچ لہجے میں بولی تو زرتاشہ نے یونہی سر اٹھا کر سامنے دیکھا تو عروبہ اپنے گروپ کے ہمراہ لان میں براجمان نظر آئی۔

''ہوں کچھ کہہ نہیں سکتے۔'' زرتاشہ نے زرمینہ کو جواب دیا اور پھر اپنی کلائی پر بندھی ریسٹ واچ پر نگاہ ڈالی تو اسے کلاس کا ٹائم اوور ہونے کا احساس ہوا۔

''میرے خیال میں سر شرجیل بھی موسم کو انجوائے کررہے ہیں وہ بھی شاید کلاس نہیں......!'' ابھی اس کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ سامنے سے سر شرجیل اپنے مخصوص اسٹائل میں آتے دکھائی دیے۔

زرتاشہ نے واضح دیکھا کہ عروبہ کے قریب سے گزرتے ہوئے انہوں نے اسے خفیف سا سر ہلا کر آنکھوں سے کوئی اشارہ دیا تھا۔ جب کہ جواباً عروبہ بڑی دلکشی سے مسکرائی تھی۔

''ارے یہ تو برآمد ہوگئے چلو جلدی سے کلاس روم میں چلتے ہیں۔'' زرمینہ سر شرجیل کو دیکھ کر جلدی سے بولی تو دونوں نے کلاس روم کی جانب دوڑ لگائی۔ سر شرجیل گویا آج بھی لیکچر دینے کے موڈ میں نہیں تھے۔ پہلے تو موسم پر بات ہوتی رہی۔ پھر گفتگو کا رخ ادھر ادھر کی اوٹ پٹانگ باتوں کی جانب چلا گیا۔

ایسا لگ رہا تھا یہ کلاس روم نہیں بلکہ ڈرائنگ روم یا پکنک پارک ہے۔ جہاں جم کر محفل جمی ہوئی تھی۔ عروبہ عظیم حسب معمول خوب چہک رہی تھی۔ جب کہ زرتاشہ اور زرمینہ دونوں اندر ہی اندر پیچ وتاب کھارہی تھیں۔

''ان کا کچھ نہیں ہوسکتا تاشو یہ سر ہمیں اس سبجیکٹ میں ضرور فیل کروادیں گے۔'' زرمینہ دانت پیستے ہوئے سرگوشی میں بے تحاشہ تپ کر بولی۔

''ان کا تو کچھ نہیں بگڑے گا ہمارا تو بیڑہ غرق ہوجائے گا نا۔'' وہ بھی زرمینہ کے ہی انداز میں بولی پھر مزید گویا ہوئی۔ ''بس آج پکا ہم ان کے روم میں جاکر بول لیں گے۔'' پھر سر شرجیل نے اپنے مقررہ وقت پر کلاس آف کی اور کلاس سے باہر نکلے تو پیچھے پیچھے تمام اسٹوڈینٹس بھی باہر نکل آئے۔ جن میں یہ دونوں بھی شامل تھیں۔

''اف میرے خدا ہمیں سر شرجیل سے چھٹکارا دلادے۔'' زرمینہ باہر آکر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو زرتاشہ نے عجلت بھرے انداز میں اس کا بازو تھاما۔

''چلو زریں سر کے روم میں چلتے ہیں۔'' زرتاشہ یہ کہتی ہوئی اسے لے کر کمرے کی جانب آگئی۔

''تاشو مجھے تو ڈر لگ رہا ہے۔ ان کے کمرے میں جاتے ہوئے۔'' زرمینہ قدرے سہم کر بولی زرتاشہ بھی اندر سے خائف ہورہی تھی مگر سر شرجیل سے بات کرنا بھی بے حد ضروری تھی۔ سو اپنے دل کو مضبوط کرتے ہوئے اپنے لہجے میں خود اعتمادی لاتے ہوئے بولی۔

''ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں ہوں نہ تمہارے ساتھ۔'' پھر ہمت کر کے زرتاشہ نے ان کے کمرے کے پاس آکر اندر آنے کی اجازت مانگی تو سر شرجیل نے سر کے اشارے سے انہیں اندر آنے کی اجازت دی۔ دونوں لڑکیاں دھڑکتے دل کے ساتھ اندر کمرے میں داخل ہوگئیں۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)